ادارہ تحقیقات اسلامی کے فکری و تحقیقی مجلات کا تنقیدی جائزہ

محمد احمد منیر*

تعارف

قوموں کی ترقی میں افراد کی ذہنی، فکری اور علمی تربیت انتہائی اہم ہوتی ہے۔ وہ قومیں جو علم اور تحقیق کو اہمیت نہیں دیتیں، اپنی آئندہ نسلوں کی فکری تربیت نہیں کرتیں، اپنے معاشرے کے مسائل کو علمی انداز میں حل نہیں کرتیں اور اپنے اندر اصلاح کی غرض سے مثبت تنقید کرنے کا فن اور دوسروں کی تنقید کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا نہیں کرتیں، ان کا باقی رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کو ایک قوم بنانے کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا۔ اس خواب کو ابتدائی تعبیر قیام پاکستان کی صورت میں ملی۔ قیام پاکستان کے مقاصد کی روشنی میں اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی جانے لگی کہ ایک ایسا ادارہ ہو جہاں انسانی علوم وفنون کے مختلف میدانوں میں تحقیقات کی جائیں اور پھر ان کی بنیاد پر اعلی درجے کی تصنیفات تیار کی جائیں۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن چودھری معظم حسین کی ذاتی دل چسپی اور ان کے تحقیق کے کام سے لگاؤ کے نتیجے میں ۱۹/اپریل ۱۹۵۲ء کو اس ادارے کے قیام کے لیے اسمبلی میں باقاعدہ ایک قرارداد پیش کی گئی۔ قرارداد کے الفاظ یوں ہیں:

> یہ اسمبلی قرار دیتی ہے کہ ایک مرکزی ادارہ قائم کیا جائے جس کا نام "تحقیقات اسلامی کا ادارہ" ہو۔ اپنے مختلف شعبوں اور شاخوں کے ساتھ اسے کراچی میں رکھا جائے۔ اس ادارے میں انسانی علوم وفنون کے مختلف میدانوں یعنی سماجی، اقتصادی، تاریخی، ثقافتی، آئینی، قانونی وغیرہ شعبوں میں تحقیقات کی جائیں اور اسلام اور اس کے متعلقہ موضوعات ومسائل پر اعلیٰ درجے کی تصنیفات تیار کی جائیں۔(۱)

اسی قرارداد کی بنیاد پر آگے چل کر ادارے کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا اور اس کے لیے آئین پاکستان میں دفعات شامل کی گئیں۔ ادارے کے اہداف اور مقاصد مقرر کیے گئے اور ان کے حصول کے لیے ادارے نے اپنے

---

* پی ایچ ڈی سکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، مک گل یونی ورسٹی، کینیڈا (ahmad.munir@iiu.edu.pk)
نائب مدیر مجلہ *Islamic Studies*، لیکچرر شعبہ فقہ و قانون، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد۔

۱۔ **مباحث دستور ساز اسمبلی**، شمارہ ۲۰، ۱: ۱۲۹۳۔

ہاں سے علمی اور فکری رہ نمائی فراہم کرنے کے لیے تحقیقی منصوبوں کا آغاز کیا۔ انھی تحقیقی منصوبوں میں سے ایک مختلف زبانوں میں علمی، فکری اور تحقیقی مجلات کی اشاعت تھا۔ اس کی بنیاد اہل حل و عقد اور محققین کو اپنے علمی اور فکری نظریات اور اپنی تحقیقی مباحث کو ایک دوسرے کے سامنے پیش کرنے، ان کی مزید اصلاح کروانے، ان کی بنیاد پر مزید تحقیقی آرا کو تشکیل دینے، ان آرا کی بنیاد پر مثبت اور تعمیری بحث مباحثے کو فروغ دینے اور پھر آخر میں ان آرا، افکار اور نظریات کی بنیاد پر عوام الناس کو اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے کی راہ دکھانا تھا۔ مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی، کراچی (Central Islamic Research Institute) نے اپنے ہاں سے ماہانہ اور سہ ماہی بنیادوں پر انگریزی، عربی، اردو، بنگالی اور سندھی زبان میں تحقیقی اور فکری مجلات شائع کرنے شروع کیے۔ یہ مجلات بنیادی طور پر مذکورہ قرارداد میں "اعلیٰ درجے کی تصنیفات" کا ابتدائیہ تھے۔

سب سے پہلے انگریزی زبان میں *Islamic Studies* کا مارچ ۱۹۶۲ء میں اجراء ہوا۔ اس کے بعد اردو مجلہ **فکر و نظر** تقریباً ایک سال بعد جولائی ۱۹۶۳ء میں نکلنا شروع ہوا۔ جس طرح انگریزی اور اردو زبان کے قارئین کے ذوق تحقیق و تعلیم کے پیش نظر انگریزی اور اردو میں مجلات شائع ہونا شروع ہوئے، اسی طرح ادارہ تحقیقات اسلامی کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے پاکستان کی تقریباً نصف آبادی، جس کی مادری زبان بنگلہ تھی، تک علوم اسلامیہ میں ہونے والی اہم تحقیقات پہنچانے اور ان میں سے اہل قلم و علم کو موقع تحریر فراہم کرنے کے لیے مئی ۱۹۶۴ء میں بنگلہ زبان میں بھی ایک مجلے کا اجراء کیا گیا جس کا نام **سندھان** تھا۔ یہ مجلہ ۸/ سال تک شائع ہوتا رہا، مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان کے علاحدہ ہونے کے بعد جون ۱۹۷۲ء میں اس کا آخری شمارہ شائع ہوا اور پھر بد قسمتی سے اسے بند کر دیا گیا۔ اس مجلے میں بعض اوقات اردو، انگریزی اور عربی مجلات میں شائع ہونے والے چیدہ چیدہ مضامین کا بنگلہ میں ترجمہ کر کے شائع کیا جاتا تھا۔ **سندھان** کے پہلے مدیر نعیم البشیر تھے۔ جون ۱۹۶۴ء میں محمد ہدایت اللہ کو نعیم البشیر کے ساتھ معاون مدیر مقرر کر دیا گیا۔ اگست ۱۹۶۴ء میں تفضل احمد چوہدری معاون مدیر بنے۔ اکتوبر ۱۹۶۴ء میں وہاج الرسول کو بھی نعیم البشیر کے ساتھ مدیر مقرر کر دیا گیا۔ جولائی ۱۹۶۵ء میں نعیم البشیر ادارت سے الگ ہو گئے۔ جولائی ۱۹۶۷ء تا دسمبر ۱۹۶۸ء تک اس مجلے کی اشاعت میں تعطل رہا۔ جنوری ۱۹۶۹ء میں جناب مسعود الرحمن کو اس مجلے کا مدیر مقرر کیا گیا۔ جنھوں نے اس کی دوبارہ اشاعت کا اہتمام کیا۔ جون ۱۹۷۲ء میں اس کا آخری شمارہ شائع ہوا۔

ادارہ تحقیقات اسلامی کے مقاصد کی تکمیل کرتے ہوئے مارچ ۱۹۶۵ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی نے عربی میں ایک سہ ماہی مجلہ **الدراسات الإسلامية** شائع کرنا شروع کیا۔ غضنفر حسین بخاری اس کے پہلے رئیس التحریر

(مدیر) مقرر ہوئے۔ اس مجلے کی اشاعت کے ذریعے ادارہ تحقیقات اسلامی کا عرب اور اسلامی دنیا سے باقاعدہ علمی رابطہ قائم ہوا۔ الجزائر، اردن، ایران، ترکی، سعودی عرب، سوڈان، شام، عراق، کویت، گھانا، لبنان، مراکش، مصر، موریطانیہ، نائیجیریا وغیرہ ایسے ممالک ہیں جہاں اس رسالے کو پڑھا جاتا ہے اور وہاں کے محققین، اہل قلم، اساتذہ اور طلبا اپنی علمی تحریروں کو اس میں شائع کرنے کی غرض سے بھیجتے رہتے ہیں۔

ابتدا میں تحقیقی مجلات کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے ہفت روزہ اور ماہ نامہ رسالے بھی شائع کیے جاتے تھے جو عامۃ الناس کے ذوق کے مطابق ان کے مسائل سے بحث کرتے تھے۔ ان رسالوں میں سب سے پہلے *Ummah* کے نام سے انگریزی میں ایک ماہ نامہ شائع کیا گیا۔ اس انگریزی ماہ نامے کا مقصد امت کو درپیش چیلنجوں اور ان سے نمٹنے کے طریقہ ہائے کار اور اس سے متعلق دوسرے امور پر گفت گو کی جاتی تھی۔ یہ رسالہ بھی بدقسمتی سے زیادہ عرصہ نہ چل سکا اور تقریباً ڈیڑھ سال بعد دسمبر ۱۹۶۵ء میں اس کے آخری شمارے کی اشاعت کے بعد اس کی اشاعت کے لیے درکار رقم کی عدم دست یابی کی وجہ سے اس کو بند کر دیا گیا۔

Ummah ہی کی طرز پر اردو زبان میں **صدائے ملت** بھی شائع کیا گیا، مگر ملت اسلامیہ کے نصیب میں اس رسالے کا بھی باقاعدگی سے شائع ہونا نہ تھا؛ لہٰذا فروری ۱۹۶۵ء میں شروع ہونے والے اس رسالے کی صرف تین بار ہی اشاعت ہو سکی اور پھر اسے بند کر دیا گیا۔ اس رسالے کا صرف ایک ہی شمارہ جو ۱۴/ فروری ۱۹۶۵ء کو شائع ہوا تھا جو ادارہ تحقیقات اسلامی کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ ادارے کے سابق محقق اور رفیق جی اے حق کے مضمون "ادارہ تحقیقات اسلامی کے مجلات" کے مطابق باقی شمارے اس وقت ضائع ہوگئے جب ادارہ تحقیقات اسلامی کراچی سے راولپنڈی منتقل ہوا۔[۲] جناب احمد خان صاحب نے **فکر و نظر** کے پہلے پندرہ سال کا جو اشاریہ مرتب کیا اس میں **صدائے ملت** کے اسی محفوظ شمارے کا اشاریہ آخر میں بطور ضمیمہ لف کر دیا ہے۔[۳]

یہاں یہ بات واضح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقالے میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ ادارے کے تینوں مجلات کا ایک توازن سے جائزہ پیش کیا جائے لیکن حقیقت میں یہ توازن برقرار نہیں رہ پایا۔

۲- جی اے حق، "ادارہ تحقیقاتِ اسلامی"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱۳: ۱۱ (مئی ۱۹۷۶ء)، ۱۲۴۔

۳- احمد خان، **فکر و نظر کے پندرہ سال (جولائی ۱۹۶۳ء-جون ۱۹۷۸ء): ایک تفصیلی اشاریہ**، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۷۹ء)، ۲۵۵-۲۵۶۔

فکر و نظر پر سب سے زیادہ بحث کی گئی ہے، *Islamic Studies* کا اس سے کچھ کم حد تک احاطہ کیا گیا ہے اور عربی مجلہ **الدراسات الإسلامية** اس اعتبار سے تیسرے نمبر پر ہے۔ اس عدم توازن کی کچھ وجوہات ہیں؛ اول تو یہ کہ تینوں مجلات کے تفصیلی تجزیے کو ان محدود صفحات میں سمیٹنا تقریباً ناممکن ہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ *Islamic Studies* کو شائع ہوتے ہوئے تقریباً چوّن (۵۴) سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ ہر سال اس کے چار شمارے شائع ہوتے ہیں۔ گویا کل دو سو سولہ (۲۱۶) شمارے صرف *Islamic Studies* کے ہیں۔ اسی طرح عربی مجلے **الدراسات الإسلامية** کے بھی کم و بیش دو سو چار (۲۰۴) شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ **فکر و نظر** کو شروع ہوئے بھی تقریباً ترپین (۵۳) سال ہو گئے ہیں اور اس وقت سے اب تک یہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اور اس کی ترپین (۵۳) جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ **فکر و نظر** چوں کہ اپنے ابتدائی سالوں میں ماہ نامہ کے طور پر شائع ہوتا تھا اور اسکی پہلی اکیس جلدیں (جولائی ۱۹۶۳ء تا جون ۱۹۸۴ء تک) بارہ بارہ شماروں پر مشتمل ہیں، اس کے بعد سے اب تک یہ سہ ماہی بنیادوں پر چھپ رہا ہے۔ اس طرح کُل ملا کر **فکر و نظر** کے اب تک تین سو اسی (۳۸۰) شمارے شائع ہوئے ہیں۔ اگر ہر شمارے کو ایک کتاب شمار کیا جائے تو ان تین مجلات کے کل آٹھ سو (۸۰۰) شماروں کا جائزہ تقریباً اتنی ہی مستقل کتابوں کے تجزیے کے برابر ہو گا جس کے لیے طویل وقت درکار ہو گا۔ ساتھ ہی اس طرح کے تفصیلی، تکنیکی اور جامع تحقیقی کام کو اگر محققین کا ایک گروہ سرانجام دے تو زیادہ بہتر ہوتا ہے اور اس میں غلطی کی گنجائش بھی کم رہ جاتی ہے۔ مزید یہ کہ اس مقالے کے لیے جتنے صفحے متعین کیے گئے ہیں ان میں تینوں مجلات کے تنقیدی جائزے کا حق بھی ادا نہیں ہو پائے گا۔ اس مقالے میں فکر و نظر کے تجزیے کو زیادہ جگہ ملنے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ یہ مقالہ اردو مجلے **فکر و نظر** کے لیے تحریر کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ بات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے کہ قلت صفحات کے پیش نظر اردو مجلے کا بالاستیعاب جائزہ پیش کر دیا جائے۔ ان تمام حدود کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم قارئین اور محققین سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس عدم توازن کو اس مقالے کی کمی شمار نہیں کریں گے۔

Islamic Studies

مارچ ۱۹۶۲ء میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی ادارت میں شروع ہونے والا یہ انگریزی مجلہ نہ صرف عالم اسلام بلکہ مغربی ممالک کے علمی حلقوں میں بھی کافی مقبول اور معتبر علمی مجلہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس مجلے کی اب تک باون جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ہر جلد میں چار شمارے شائع ہوتے ہیں۔ یہ مجلہ ابتدائے اشاعت ہی سے سہ ماہی رہا ہے۔ اس مجلے کی ایک خاص بات جو اسے ادارے کے دوسرے مجلات سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ اس کا عالمی سطح پر عرصہ دراز

سے معروف اور مقبول مجلہ ہوتا ہے۔ *Islamic Studies* کو ہر دور میں اچھے لکھنے والوں کی سرپرستی حاصل رہی ہے۔ *Islamic Studies* کی مجلس ادارت میں بہت عرصے سے شمالی امریکہ اور برطانیہ کی معروف جامعات کے علوم اسلامیہ، معاشرتی فنون، قانون، معاشیات اور انسانی علوم کے ماہر اساتذہ شامل رہے ہیں؛ مثلاً شمالی امریکہ کی جامعات جن کے اساتذہ اس کی مجلس ادارت کے رکن ہیں یا ماضی میں رہے ہیں ان میں ہارورڈ یونی ورسٹی، جورج ٹاؤن یونی ورسٹی، کولمبیا یونی ورسٹی، پرنسٹن یونی ورسٹی اور مک گل یونی ورسٹی کے نام قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح برطانیہ کی جامعات میں سے آکسفورڈ یونی ورسٹی، یونی ورسٹی آف لندن، یونی ورسٹی آف کیمبرج کا بھی ہمیشہ تعاون رہا ہے۔ اس کے علاوہ بین الاقوامی یونی ورسٹی ملائیشیا، امریکن یونی ورسٹی بیروت، فاتح یونی ورسٹی استنبول، مرکز برائے اسلام اور سائنس کینیڈا اور ایسی دوسری جامعات کا تعاون اس مجلے کی قدر و قیمت بڑھانے میں ممد و مددگار رہا ہے۔ Islamic Studies کی ترقی میں اس کے مدیران کا کردار انتہائی اہم ہے جس کا تفصیلی ذکر اس مقالے کے آخر میں کیا گیا ہے۔ ذیل میں اس کے مدیران کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

Islamic Studies کے مدیران

۱۔	فضل الرحمٰن	۱/ مارچ ۱۹۶۲ء	تا	۲۸/ فروری ۱۹۶۹ء
۲۔	مظہر الدین صدیقی	۱/ مارچ ۱۹۶۹ء	تا	۲۹/ فروری ۱۹۷۲ء
۳۔	محمد صغیر حسن معصومی	۱/ مارچ ۱۹۷۳ء	تا	۳۱/ دسمبر ۱۹۷۴ء
۴۔	محمد خالد مسعود	۱/ جنوری ۱۹۷۵ء	تا	۳۰/ ستمبر ۱۹۷۵ء
۵۔	ضیاء الحق	۱/ اکتوبر ۱۹۷۵ء	تا	۳۱/ دسمبر ۱۹۷۹ء
۶۔	مظہر الدین صدیقی	۱/ جنوری ۱۹۸۰ء	تا	۳۱/ مارچ ۱۹۸۴ء
۷۔	فضل احمد شامی	۱/ اپریل ۱۹۸۴ء	تا	۲۸/ فروری ۱۹۸۵ء
۸۔	محمد خالد مسعود	۱/ مارچ ۱۹۸۵ء	تا	۳۰/ جون ۱۹۸۹ء
۹۔	ظفر اسحاق انصاری	۱/ جولائی ۱۹۸۹ء	تا	۳۰/ ستمبر ۲۰۱۰ء
۱۰۔	عبد الرحمٰن صالح نائب مدیر	۱/ جنوری ۲۰۰۰ء	تا	۳۱/ مارچ ۲۰۱۰ء
۱۱۔	محمد اکرم نائب مدیر	۱/ جنوری ۲۰۱۰ء	تا	۳۱/ مارچ ۲۰۱۰ء
۱۲۔	قیصر شہزاد نائب مدیر	۱/ جنوری ۲۰۱۰ء	تا	۳۱/ مارچ ۲۰۱۰ء

۱۳–	محمد خالد مسعود		۱/ اکتوبر ۲۰۱۰ء	تا	۳۱/ دسمبر ۲۰۱۱ء
۱۴–	تنویر احمد		۱/ جنوری ۲۰۱۲ء	تا	۳۱/ دسمبر ۲۰۱۵ء
۱۵–	محمد ضیاء الحق		۱/ جنوری ۲۰۱۶ء	تا	حال
۱۶–	محمد اسلام	نائب مدیر	۱/ جنوری ۲۰۱۲ء	تا	حال
۱۷–	محمد احمد منیر	نائب مدیر	۱/ جنوری ۲۰۱۴ء	تا	حال

Islamic Studies کے مختلف مندرجات

Archives

Islamic Studies میں صرف علمی مضمون ہی شائع نہیں کیے جاتے، بلکہ مجلات میں شائع ہونے والے دوسرے فیچر بھی اس مجلے کا مستقل حصہ ہیں۔ Archives کے نام سے ایک سلسلہ *Islamic Studies* میں شائع کیا جاتا ہے جس کا مقصد ایسی اہم دستاویزات کو منظر عام پر لانا یا محفوظ کرنا ہے جو کسی نہ کسی وجہ سے ناپید ہوتی جارہی ہیں اور قارئین کی ان تک رسائی آسان نہیں رہی۔ یہ دستاویزات پہلے سے کہیں چھپی ہوتی ہیں لیکن پرانے دور کے طریق تحقیق کے نایاب ہوجانے کی وجہ سے قارئین کے لیے انھیں پڑھنا یا سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے یا ان تک رسائی آسان نہیں رہتی تو *Islamic Studies* اس پرانی تحریر کو نئی تحقیق اور کمپوزنگ کے ساتھ Archives والے حصے میں شائع کردیتا ہے۔

Documents

ایک اور سلسلہ جو *Islamic Studies* کا خاصہ ہے اسے Documents کے نام سے شائع کیا جاتا ہے۔ اس میں وہ نئی دستاویزات شائع کی جاتی ہیں جن کے بارے میں ادارہ یہ سمجھتا ہے کہ ان دستاویزات کو قارئین کی دلچسپی اور علوم اسلامیہ سے تعلق رکھنے والے اہل علم کے تبصرے کے لیے منظر عام پر لانا ضروری ہے یا ان نئی دستاویزات کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی عصری مسئلے سے ہے۔ مثلاً جب پاکستان میں حدود آرڈیننس میں تبدیلی کی گئی تو *Islamic Studies* نے اس نئے قانون کو راقم کی مزید تحقیق کے ساتھ شائع کیا[۴] تاکہ نیا قانون جلد سے جلد قانون سے وابستہ اہل علم تک پہنچ سکے اور وہ اس پر شریعت اسلامیہ کی روشنی میں اپنی رائے قائم کرسکیں۔

4– Muhammad Ahmad Munir, "Introduction to The Protection of Women (Criminal Laws Amendment) Act, 2006" *Islamic Studies* 46, no. 1 (2007): 87-114.

Islamic Studies میں بہت سے قدیم Archives اور Documents کے ان دو سلسلوں کے تحت قوانین، دستاویزات، شاہی فرمان، ناپید کتب کے موجود حصے اور اس طرح کی دوسری اہم علمی اشیا طبع کی جا چکی ہیں۔

Review Articles

اس کے ساتھ ساتھ Islamic Studies میں کتابوں پر تبصرے کے عام رجحان سے ہٹ کر Review Articles بھی وقتاً فوقتاً شائع کیے جاتے ہیں۔ Review Articles میں جہاں ایک کتاب پر تبصرہ پیش کیا جاتا ہے، وہیں تبصرہ نگار اس موضوع پر ایک تفصیلی مضمون بھی تحریر کرتا ہے جو اس موضوع کا احاطہ کرتا ہے جس کا احاطہ تبصرہ شدہ کتاب کے مصنف نے کیا ہو۔ Review Articles لکھنے اور اسے شائع کرنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے کسی بھی موضوع پر تحریر کی گئی تمام کتب کا تعارف ایک جگہ پر علمی تنقید کے شائع ہو جاتا ہے۔ Review Articles لکھنے کی ضرورت اس وقت بھی پیش آتی ہے جب کسی اہم کتاب میں مصنف کوئی ایسی بات کر دے جو اس میدان میں یا تو انوکھی بات ہو یا پھر پہلے سے قائم رائے کو دلیل کے بغیر رد کر رہی ہو۔ ہر دو صورتوں میں Review Articles شائقین علم کے لیے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ *Islamic Studies* میں تواتر سے ریویو آرٹیکل چھپتے رہتے ہیں۔

Book Reviews

Islamic Studies کی فہرست مضامین پر نظر دوڑائیں تو کتب پر نقد و تبصرہ والا حصہ نمایاں نظر آتا ہے۔ عالم غرب میں اسلام سے متعلق انگریزی زبان میں شائع ہونے والی کتب سے تعارف کے لیے *Islamic Studies* کا یہ حصہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ قارئین اس نقد و تبصرے کے ذریعے یہ جان پاتے ہیں کہ انگریزی زبان میں کس قسم کی تحقیقات ہو رہی ہیں اور اگر انھیں دل چسپی ہو تو وہ ان کتب سے ادارہ تحقیقات اسلامی کی لائبریری میں استفادہ بھی کر سکتے ہیں۔ ہر وہ کتاب جس پر *Islamic Studies* میں تبصرہ شائع کیا جاتا ہے اس کا ایک نسخہ ادارے کی لائبریری کے لیے منگوایا جاتا ہے تاکہ شائقین علم کے لیے اس کتاب سے استفادہ کرنا آسان ہو جائے۔

Occasional Papers Series

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے جب *Islamic Studies* کی ادارت سنبھالی تو جہاں انھوں نے مجلے میں شائع ہونے والے مضامین کے معیار کو بہتر تر کرنے کی طرف توجہ دی وہیں انھوں نے اس مجلے کی سابقہ جلدوں کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کیا کہ *Islamic Studies* میں چھپنے والے بعض ایسے مضامین جو علمی اعتبار سے بلند پایے کے

ہیں انھیں دوبارہ علاحدہ سے شائع کیا جائے۔ اس کے لیے *Islamic Studies* میں شائع شدہ مضامین میں سے انتخاب کرکے Occasional Papers Series کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اس سلسلے کو شروع کرنے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ تحقیقی مجلات عموماً صرف ان لوگوں تک پہنچتے ہیں جو اس میدان میں مہارت رکھتے ہیں اور اس موضوع سے متعلق کوئی مزید تحقیقی کام کررہے ہوتے ہیں۔ ان اہم مضامین کو عام قاری تک پہنچانے کے لیے علیحدہ سے کتابی شکل میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا تاکہ یہ مضامین زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکیں اور وہ ان مضامین کی اہمیت کے پیش نظر ان سے استفادہ کرسکیں۔ تقریباً ہر دو شماروں کے بعد *Islamic Studies* میں شائع ہونے والے کسی خاص مضمون کو Occasional Paper کے طور پر علاحدہ سے شائع کیا جاتا رہا ہے البتہ اب کچھ عرصے سے یہ سلسلہ مفقود ہے، امید ہے اسے جلد ہی دوبارہ شروع کردیا جائے گا۔ اس اشاعت کے بے شمار فائدے ہیں۔ اول یہ کہ اس خاص مضمون کی زیادہ تعداد میں اشاعت ممکن ہوجاتی ہے، دوسرا یہ کہ اس کی قیمت کم ہوجانے سے ہر وہ فرد اسے خرید سکتا ہے جو پورا شمارہ خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا، تیسرا یہ کہ بیرون ملک ترسیل کے وقت اس پر لاگت بھی کم آتی ہے، چوتھا یہ کہ مصنف کے لیے وہ مضمون ایک کتابچے کی حیثیت اختیار کرلیتا ہے جسے بعد میں مزید تحقیق اور اس میں علمی مواد کے اضافے کے ذریعے اسے ایک پوری کتاب کی شکل بھی دی جاسکتی ہے۔

Islamic Studies اب تک تقریباً ایک سو کے قریب Occasional Papers شائع کرچکا ہے جن میں اکثر مضامین عالمی سطح پر معروف اہل علم کے ہیں۔ ان مضامین کو کتابی شکل میں چھاپا گیا ہے لیکن بہتر ہوتا کہ وہ معلومات بھی ساتھ ہی دے دی جاتیں کہ یہ مضمون اصل میں پہلے کس شمارے میں چھپا تھا۔ ان مضامین کے حوالہ جات بعض اوقات مجلے ہی کی طرز پر ہر صفحے کی نیچے درج ہیں اور بعض اوقات یہ حوالہ جات مقالے کے آخر میں بطور endnote منتقل کردیے گئے ہیں۔ ضروری ہے کہ کسی ایک اصول کو اپنایا جائے اور تمام مضامین اسی طرز پر شائع کیے جائیں۔ اس سلسلے میں چھپنے والے مضامین زیادہ تر بنیادی مصادر کی بنیاد پر کی گئی تجزیاتی تحقیق پر مبنی ہیں، البتہ چند مضامین ایسے بھی ہیں جو زمینی حقائق پر مبنی معلومات کو اکٹھا کرکے ان کے تجزیے پر مبنی ہیں ایسی تحقیق

Development: کے لیے empirical study کی اصطلاح مشہور ہے۔ مثلاً عبد الرحمان عزی کا مضمون Ethical Competence in the Information Age[۵] خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

Occasional Papers کے چند موضوعات

اس سلسلے کا پہلا مضمون مئی ۱۹۹۲ میں خالد ابو الفضل کا تحریر کردہ مقالہ *Law of Duress in Islamic Law and Common Law: A Comparative Study*[6] شائع کیا گیا۔ جس میں مصنف نے اسلام کے قانون اکراہ و اضطرار کا برطانوی عدالتی قانون سے موازنہ کیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اسلامی قانون اکراہ برطانوی عدالتی قانون اکراہ سے اس لحاظ سے بہتر ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے جرم کرتے وقت مجرم کے جو احساسات رہے ہوں ان کا بھی لحاظ رکھا جانا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی قانون اکراہ میں جن بنیادی اصولوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے ان میں سب سے اہم دو برائیوں میں سے کم تر کو اختیار کرنا، جو اس قسم کے جرائم اور ان میں دی جانے والی سزاؤں کو محدود کرنے کے لیے ایک اہم ضابطہ ہے۔ اس سلسلے کے ایک دوسرے مضمون میں ڈاکٹر محمد ہاشم کمالی[۷] نے *Characteristics of the Islamic State* میں اسلامی ریاست کے قیام کے لیے بنیادی اصولوں یعنی امت، شریعت، خلافت، شوریٰ اور بیعت پر بحث کی ہے۔ امت کے قیام کے لیے نظریاتی وحدانیت لازم ہے جس کا مرکز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اسی نظریاتی وحدانیت کے تحت سیاسی حکومت قائم کی جاسکتی ہے۔ مصنف نے قرآن و سنت سے دلائل کی روشنی میں اسلامی ریاست کے تصور کو ایک فلاحی اور انصاف پسند ریاست کی مانند قرار دیا ہے جس میں بنیادی شہری حقوق اور آزادی کو ملحوظ خاطر رکھا جانا لازمی ہے۔ محمد ہاشم کمالی کا ایک دوسرا مضمون *Appellate Review and Judicial Independence in Islamic Law* (نظر ثانی کی اپیل اور عدلیہ کی آزادی اسلامی قانون کے تناظر میں) ایک اختلافی مگر اہم موضوع کی شان دہی کرتے ہوئے چند اشکالات کا حل پیش کرتا ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں نظر ثانی کی اپیل کے

---

5 Abderrahmane *Azzi*, *Development: Ethical Competence in the Information Age*, Islamic Studies Occassional Paper 26 (Islamabad: Islamic Research Institute, 1998).

6– Khaled Abou El-Fadl, *Law of Duress in Islamic Law and Common Law: A Comparative Study*, Islamic Studies Occassional Paper 1 (Islamabad: Islamic Research Institute, 1992).

7– Mohammad Hashim Kamali, *Characteristics of the Islamic State*, Islamic Studies Occassional Paper 3 (Islamabad: Islamic Research Institute, n.d.).

بارے میں مسلمان مجتہدین اور فقہا کی آرا کو بیان کیا گیا ہے۔ اختلاف کے باوجود اس بات پر اتفاق رائے ہے کہ قرآن و سنت کی واضح نصوص حرف آخر ہیں اور ان پر نظر ثانی کی گنجائش بھی موجود نہیں، جب کہ جو معاملات اجتہاد اور رائے سے متعلق ہیں، ان میں اختلاف اور اپیل کا حق مدعیان اور ملزمان دونوں کو حاصل ہے۔ مثلاً اگر قیاس کی بنیاد پر کیا گیا فیصلہ انتہائی مشقت کا سبب بن رہا ہو تو استحسان کے ذریعے آسانی کا راستہ نکالا جا سکتا ہے اور یہ تبھی ممکن ہے جب فیصلے پر نظر ثانی کی جا سکتی ہو۔[۸]

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے اپنے مقالے *The Significance of Shafiʿis Criticism of the Medinese School of Law* (مذہب مدینہ پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تنقید کی اہمیت) میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اصول فقہ میں خدمات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ امام شافعی کی مذہب مدینہ پر تنقید کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا کہ غیر مستند عمل پر حدیث کو فوقیت دی جانے لگی اور اسی بنیاد پر آگے چل کر علم حدیث نے بھی بہت ترقی کی۔ مصنف کی نظر میں یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ یہ محدثین ہی تھے جنھوں نے شافعی اصولوں کو مضبوط خطوط پر استوار کیا۔[۹] امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نقطۂ نظر سے اگرچہ مدینہ والوں کا یہ کہنا تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو ترجیح دیتے ہیں مگر یہ نظر آتا ہے کہ بعض اوقات واضح نصوص پر اقوال صحابہؓ اور آثار کو فوقیت دی جا رہی ہے؛ اسی طرح قیاس کو صحابہؓ کے اقوال پر اہمیت دی جاتی تھی۔ مدینہ کے لوگوں کے عمل کو بھی حدیث پر ترجیح دی جاتی تھی، جسے امام شافعی نے تنقید کا نشانہ بنایا اور حدیث پر انحصار پر زور دیا۔

8- Kamali, *Appellate Review and Judicial Independence in Islamic Law*, Islamic Studies Occassional Paper 4 (Islamabad: Islamic Research Institute, n.d.).
ابتدائی طور پر شائع کیے گئے ان مقالات پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے، غالباً اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چوں کہ یہ مقالات دراصل *Islamic Studies* میں چھپ چکے تھے لہٰذا مدیر کے خیال میں قاری اسی تاریخ کو استعمال کرے گا، لیکن یہ ایک ناقص اندازہ معلوم ہوتا ہے اس کی وجہ یہ کہ اگر قاری کے پاس مجلے میں شائع شدہ مقالہ پہلے سے موجود ہو تو پھر وہ اس پیپر کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرے گا۔ اس پیپر کے حاصل کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس وقت اصل مجلہ دست یاب نہیں لہٰذا ہر مقالے پر تاریخ کا درج ہونا ضروری تھا۔ اس کمی کو آگے چل کی پورا کر دیا گیا اور دسویں مقالے سے اس پر تاریخ اشاعت بھی درج کرنا شروع کر دی گئی۔

9– Zafar Ishaq Ansari, *The Significance of Shāfiʿīs Criticism of the Medinese School of Law*, Islamic Studies Occasional Papers 5 (Islamabad: Islamic Research Institute, 1994), 17.

تاریخ کے موضوعات پر مقالات کو بھی Occassional Papers Series میں شائع کیا گیا ہے۔ ان مقالات میں *Meaning of History: A Study of the Views of Muhammad Baqir al-Sadr* (تاریخ کا مفہوم: محمد باقر الصدر کے نظریات کا جائزہ) از طالب ایم عزیز اہم ہے۔ مصنف نے اپنے مقالے میں باقر الصدر کے فلسفۂ تاریخ کو بیان کیا ہے۔ باقر الصدر کے نزدیک تاریخ کو ہر موڑ پر انسانی زندگی کے تین طرح کے قوانین سے واسطہ پڑتا ہے: اول یہ وہ معاملات ہیں جس میں انسان کو کلی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کوشش کر کے کچھ بھی حاصل کر سکتا ہے۔ دوم: وہ قدرتی قانون جو انسان کو احساس دلاتے ہیں کہ یہ دنیا ایک خدائی نظام کا حصہ ہے جس سے بچنا انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ سوّم: تاریخ کے وہ واقعات جو انسان کو اس کی منزل اور اعمال کے نتائج کے قریب تر کر دیتے ہیں۔ تاریخ کے ان قوانین کو سامنے رکھتے ہوئے انسان پر ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کی ذمے داری ہے اور یہ ترقی صرف مادی دنیا میں نہیں ہے، بلکہ انسان کو نہ نظر آنے والی دنیا میں بھی آگے بڑھنا ہے۔ باقر الصدر، صدر الدین شیرازی کے الحرکہ الجوہریہ کے نظریے کی بنیاد پر مادے کے اعلی درجے میں تبدیل ہو جانے پر اظہار خیال کرتے ہیں اور اسے انسان کی اخروی زندگی سے تعبیر کرتے ہیں۔

مشہور مستشرق جورج مقدسی کا تحقیقی مقالہ *Ṭabaqāt*-Biography: Law and Orthrodoxy in Classical Islam (طبقات -سیرت نگاری: قدیم اسلام میں قانون اور راسخ العقیدیت) اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ طبقات کا فن یعنی مسلم علما کے حالات زندگی کا مختصر تعارف خالصتاً اسلامی تہذیب کی پیداوار ہے جو دوسری صدی ہجری میں وجود میں آیا۔ مقدسی نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ طبقات یا تذکرہ نگاری کا مقصد مستند اور غیر مستند علما میں فرق کرنا تھا تاکہ اسلامی روایات میں سے غیر مستند روایات کو علاحدہ کر کے اسلام کے مستند ذخیرے پر اعتماد بڑھایا جائے، اصحاب الرائے سے عقیدے کی تعیین کا اختیار واپس لیا جائے اور آخر میں عقیدے اور دین سے متعلق معاملات کو حکومتی اثر سے آزاد کروایا جائے۔ مقدسی کی نظر میں طبقات کے نام سے کی گئی تحقیق اپنے تینوں مقاصد حاصل کرنے میں کام یاب رہی ہے۔

یونی ورسٹی آف کیلوفورنیا کے موجودہ استاد اور اس وقت کے پرنسٹن یونی ورسٹی کے اسلامی قانون میں پی ایچ ڈی کے طالب علم ڈاکٹر خالد ابو الفضل ہی کا ایک اور مضمون Tax-Farming in Islamic Law (Qibālah and Ḍamān of Kharāj): A Search for a Concept (اسلامی قانون میں ٹیکسوں کا نفاذ (خراج کی ضمانت اور قبالہ): ایک تصور کی تلاش) میں اسلامی قانون میں دو تصورات ضمان اور قبالہ، جو اسلامی قانون کی کتب میں مبہم نظر آتے ہیں، کو واضح کرنے کی کوشش ہے۔ ابو الفضل کے نزدیک اگرچہ اسلامی قانون ایک منظم اور توضیحی ڈھانچے پر قائم ہے، لیکن ضمان اور قبالہ کے بارے میں آٹھویں صدی ہجری تک

تفصیلات کم ہی ملتی ہیں۔ صرف امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ان تصورات کی وضاحت کی گئی تھی، لیکن اس میدان میں ان کا کام استثنائی حیثیت رکھتا ہے۔[۱۰] دوسرے فقہی مذاہب ان اصطلاحات پر تقریباً خاموش تھے، البتہ آٹھویں صدی ہجری کے بعد اس پر تمام مذاہب میں کام ہوا اور اس تصور کو واضح کیا گیا۔ قبالہ اور ضمان کے الفاظ کسی دوسرے کی مالی ذمے داری اٹھانے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ مالی معاملات کو لکھا جاتا ہے جس کے معاہدے میں ہر ایک پر ذمے داری عائد کی جاتی ہے کسی بھی معاہدے کے لیے پہلی شرط ایک فریق کی جانب سے پیش کش ہوتا ہے اور دوسرے فریق کی جانب سے مطالبے کو پورا کرنے کا وعدہ یا معاہدہ کیا جاتا ہے۔ اگر فریقین کی طرف سے ایک دوسرے کے لیے کوئی وعدہ اور پیش کش ہی نہ ہو تو تیسرے فریق کی طرف ضمان اور قبالہ کا تصور بے معنی ہو گا۔ اس ضمن میں ضمان اور قبالہ کے لیے تیسرے فریق کو اختیارات کا سونپنا لازم ہے۔

John Walbridge نے علم الاختلاف کو اسلامی نظام قانون کا ایک اہم ادارہ قرار دیتے ہوئے یہ واضح کیا ہے کہ تنوع اور اختلاف وحدت امت کی راہ میں رکاوٹ تو نہیں، لیکن اس وحدت کو حاصل کرنے کے لیے مصنف دو اہم امور کی نشان دہی کرتا ہے۔ اول یہ کہ اسلامی علوم کی وہ تاریخ جس میں اختلاف اور بحث مباحثے کے بعد قرآن و سنت کی روشنی میں مسائل کا حل تلاش کیا جاتا رہا ہے، اس ذخیرے سے استفادہ انتہائی ناگزیر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس ذخیرے اور اس میں موجود دلائل و استنباط کو ایک طرف رکھ دیا جائے تو پھر اپنی ذاتی خواہش اور ہوس کی بنیاد پر قرآن و سنت کی من مانی تعبیر کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔[۱۱] دوسرا اہم نکتہ جس کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسلمان جو غیر مسلم ممالک میں رہتے ہیں۔ انھیں اجماع امت کے حصول میں بڑا کردار ادا کرنا ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو جدیدیت، تہذیبوں کے اختلاف، عورتوں کے کردار سے متعلق نت نئے سوالات اور مسائل سے بار بار دوچار ہوتے ہیں اور علما سے ان کا حل چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ حصہ جب امت مسلمہ سے براہ راست تعلق قائم کرلے گا تو اختلاف کے حل کی کئی راہیں نکل آئیں گی۔[۱۲] اختلاف ہی کے موضوع پر محمد ہاشم کمالی کا مضمون بھی اس سلسلے میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مضمون میں

10– Khaled Abou El Fadl, *Tax-Farming in Islamic Law (Qibālah and Ḍamān of Kharāj) : A Search for a Concept*, Islamic Studies Occasional Papers 13 (Islamabad: Islamic Research Institute, 1994), 26.

11– John Walbridge, *The Islamic Art of Asking Questions:* ‘Ilm al-Ikhtilāf *and the Institutionalization of Disagreement*, Islamic Studies Occasional Papers 46 (Islamabad: Islamic Research Institute, 2003), 35-7.

12– Ibid, 37.

اسلامی قانون میں اختلاف کی شرعی حیثیت اور اس کی حدود سے بحث کی گئی ہے۔(۱۳) یہ مضمون اس موضوع پر جدید تحقیق کے حوالے سے بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

مذکورہ چند Occasional Papers کے علاوہ جن دوسرے مصنفین کے مقالات کو اس سلسلے میں شائع کیا گیا ہے ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: Yadullah Kazmi, Abdul Haq Ansari, Ebrahim Moosa, Ahmad Zaki Yamani, Mehdi Golshani, Murteza Bedir, Salwa El-Awa, Qaisar Shahzad, Muhammad Khalid Masud, Nahid A. Kabir, Muhammad al-Ghazali, Charles D. Fletcher, Ayaz Afsar, Tanvir Anjum, Barbara D. Metcalf and Spahic Omar.

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اب تک تقریباً ایک سو کے قریب مقالات کو اس سلسلے میں شائع کیا جا چکا ہے، اس اعتبار سے ان تمام مقالات کا جائزہ پیش کرنے کے لیے ایک علی حدہ تحریر درکار ہے اور اس مقالے کا دائرہ کار اس کی اجازت نہیں دیتا لہٰذا ہم نے اس مقالے میں صرف چیدہ چیدہ مضامین کا ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

سالانہ فہرست اور مجلے کی انٹرنیٹ پر دستیابی

Islamic Studies کو ایک اور چیز جو دوسرے مجلات سے ممتاز کرتی ہے، یہ ہے کہ اس کی ہر جلد کے آخر میں پورے سال کی فہرست شائع کی جاتی ہے جس سے مضامین کی تلاش انتہائی آسان ہو جاتی ہے۔ **فکر و نظر** کے ابتدائی ایام میں مقالات کی سالانہ فہرست رسالے کے آغاز میں طبع کی جاتی تھی پھر نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس کی اشاعت روک دی گئی۔ **فکر و نظر** اور **الدراسات الإسلامية** میں بھی اس سالانہ فہرست کو دوبارہ شروع کیا جانا چاہیے۔ آج کل مقالات کو تلاش کرنے کا اہم طریقہ انٹرنیٹ ہے، *Islamic Studies* بھی اپنے مقالات کو اپنی ویب سائٹ پر شائع کرتا ہے(۱۴) جس تک رسائی کے لیے ضروری ہے کہ تلاش کنندہ بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی کے انٹرنیٹ کے جال کو استعمال کر رہا ہو۔ البتہ اس ویب سائٹ پر جو مواد شائع کیا جاتا ہے اس میں بہتری کی کافی گنجائش موجود ہے۔ اس وقت صرف مقالات والے صفحات شائع کیے جاتے ہیں۔ مجلے کا سرورق، ادارتی صفحہ جس پر مدیر اور مجلس ادارت سے متعلق معلومات ہوتی ہیں، مقالات کی فہرست، مصنفین کا تعارف، مجلے کے آخری صفحات جن میں مقالہ نگاران کے لیے ہدایات اور باہر کا صفحہ شامل نہیں ہوتے۔ ان صفحات یا معلومات کی عدم موجودگی کی

13– Muhammad Hashim Kamali, *The Scope of Diversity and Ikhtilaf (Juristic Disagreement) in the Shari'ah*, Islamic Studies Occasional Paper 31 (Islamabad: Islamic Research Institute, 1999).

14– See http://irigs.iiu.edu.pk:64447/gsdl/cgi-bin/library.

وجہ سے انٹرنیٹ پر مقالات کی تلاش کافی مشکل ہو جاتی ہے۔ راقم جب سے اس مجلے کی ادارت میں شامل ہوا ہے کوشش کی جارہی ہے کہ اس کمی کو پورا کیا جائے اور Islamic Studies کا ہر شمارہ بشمول معلوماتی صفحات انٹرنیٹ پر موجود ہو تا کہ مقالات کی تلاش میں قدرے آسانی ہو سکے۔ اس کاوش کے نتیجے میں حالیہ دو شماروں کے مقالات کی فہرست تو شامل کر دی گئی ہے، لیکن ادارتی صفحات اور دوسری معلومات ابھی بھی ناپید ہیں۔

Islamic Studies کے خصوصی شمارے

انگریزی مجلے Islamic Studies کے چند ہی خصوصی شمارے شائع ہوئے ہیں، ان میں سب سے پہلے تین خصوصی شماروں کا ایک سلسلہ طبع کیا گیا جن میں اسلامی سپین کا ورثہ، وسطی ایشیا میں اسلام اور بلقان میں اسلام کے موضوعات پر شمارے شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ Islamic Studies صرف دو اور خصوصی شمارے طبع کر سکا ہے، ان تمام شماروں کی تفصیل ذیل میں درج کی جارہی ہے:

Muslim Heritage in Spain (سپین کا اسلامی ورثہ نمبر)	بہار۔ سرما ۱۹۹۱ء	جلد ۳۰، شمارہ ۱، ۲

یہ شمارہ اوپر ذکر کیے گئے سلسلے کا پہلا شمارہ ہے۔ اس سلسلے کی طباعت کا مقصد اسلامی تہذیب کے بڑے مراکز کی تاریخ اور وہاں اسلام کی اشاعت و ترویج کے بارے میں علمی دنیا کو آگاہ کرنا اور دنیا کے دوسرے مراکز

کو اسلام کے قریب لانا تھا۔ اسلام عرب دنیا سے نکل کر سب سے پہلے جس حد تک پہنچا تھا وہ ہسپانیہ ہی کا علاقہ تھا۔ اس شمارے میں ہسپانیہ میں اسلامی تہذیب کے عروج و زوال کے حوالے سے مقالات شائع کیے گئے اور اس بات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی کہ کس طرح اس علاقے نے مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کے قریب کیا اور انھیں سمجھنے میں مدد دی۔ اس شمارے میں ہسپانیہ کے اسلامی ورثے کے حوالے سے فقہ و اسلامی قانون، معاشیات، زبان و ادب، معاشرہ، تہذیب و تمدن، فنون اور فن تعمیری جیسے موضوعات پر مقالے شامل ہیں۔ بعض اہم مقالات میں ہسپانیہ میں اسلامی قانون کی تاریخ از محمد خالد مسعود،(۱۵) بیلیارک جزیروں میں اسلام از ایس ایم امام الدین،(۱۶) مسلم ہسپانیہ کی سکہ سازی از ریمنڈ جے

15– Muhammad Khalid Masud, "A History of Islamic Law in Spain," *Islamic Studies Special Issue on Muslim Heritage in Spain* 30, no. 1-2 (1991): 7-36.

16– S.M. Imamuddin, "Islam in Balearic Islands," *Islamic Studies Special Issue on Muslim Heritage in Spain* 30, no. 1-2 (1991): 95-102.

ہیبرٹ،(۱۷) مسلمانوں کی ہسپانوی زبان از کارل آئی کوبروگ،(۱۸) شاعری اور محبت: مسلم ہسپانیہ میں خواتین کا حصہ از اسماء افسر الدین(۱۹) اور ہسپانوی علماء کا پانچویں صدی ہجری (گیارہویں صدی عیسوی) میں سماجی و سیاسی کردار از محمد بن عبود(۲۰) شامل ہیں۔ اس شمارے کی ادارت ظفر اسحاق انصاری نے بطور Acting Editor کی تھی۔ اس شمارے کو بعد میں کتابی شکل میں بھی شائع کر دیا گیا تھا۔

Special Issue on Islam in Central Asia (وسطی ایشیا میں اسلام نمبر)	گرما۔ خزاں ۱۹۹۴ء	جلد ۳۳، شمارہ ۲۔۳

وسطی ایشیا میں اسلام کے موضوع پر یہ خصوصی شمارہ بھی ظفر اسحاق انصاری کی ادارت میں شائع کیا گیا

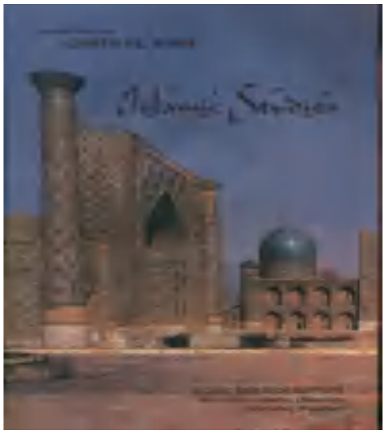

جو سلسلۂ خصوصی اشاعت کا دوسرا شمارہ تھا۔ اس شمارے کے چیدہ چیدہ مضامین میں سوویت وسطی ایشیا میں مسلم خاتون اور لادینیت،(۲۱) بندالی الجوزی کی کتاب اسلام کی فکری تاریخ: آذربیجان سے اس کی ایک نئی تشریح،(۲۲) سوویت سلطنت کا زوال: وسطی ایشیا میں داخلی اور اجتماعی امن کا مسئلہ،(۲۳) ابواللیث السمرقندی کی حیات اور ان کے علمی کارنامے ان کی کتاب المقدمہ

17– Raymond J. Hebert, "The Coinage of Islamic Spain," *Islamic Studies Special Issue on Muslim Heritage in Spain* 30, no. 1-2 (1991): 113-28.

18– Karl I. Kobbervig, "The Spanish of the Muslims," *Islamic Studies Special Issue on Muslim Heritage in Spain* 30, no. 1-2 (1991): 141-48.

19– Asma Afsaruddin, "Poetry and Love: The Feminine Contribution in Muslim Spain," *Islamic Studies Special Issue on Muslim Heritage in Spain* 30, no. 1-2 (1991): 157-70.

20– M'hammad Benaboud, "Socio-Political Role of Andalusian 'Ulamā' during the Fifth/Eleventh Century," *Islamic Studies Special Issue on Muslim Heritage in Spain* 30, no. 1-2 (1991): 179-212.

21– Marina Tomacheva, "The Muslim Woman and Atheism in Soviet Central Asia," *Islamic Studies Special Issue on Central Asia* 33, no. 2-3 (1994): 183-202.

22– Tamara Sonn, "Bandali al-Jawzi's *Intellectual History of Islam:* An Original Interpretation from Azerbaijan," *Islamic Studies Special Issue on Central Asia* 33, no. 2-3 (1994): 1203-26..

23– V. F. Piacentini, "The Disintegration of the Soviet Empire: Problems of National and Collective Security in Central Asia," *Islamic Studies Special Issue on Central Asia* 33, no. 2-3 (1994): 281-318.

کے تناظر میں، اور آل انڈیا مسلم لیگ اور وسطی ایشیا(۲۴) قابل ذکر ہیں۔

اس شمارے کی اندرونی جلد کا مطالعہ کرنے سے ایک بات عیاں ہوتی ہے کہ اس دور میں ادارے کو عربی سے انگریزی زبان میں اسلامی تراث کی کتب کا ترجمہ کروانے کے لیے اچھے مترجمین دست یاب نہیں تھے، لہٰذا ادارے نے مجلے میں اشتہار دیا کہ اگر آپ کو انگریزی اور عربی زبان پر دست رس حاصل ہے تو ادارے سے رابطہ کریں تاکہ ابن نجیم، جلال الدین سیوطی اور مصطفی زرقاء کی بعض کتب کا ترجمہ کروایا جاسکے۔

Special Issue on Islam in the Balkans **بلقان (جنوب مشرقی یورپ) میں اسلام نمبر**	گرما۔ خزاں ۱۹۹۷ء	جلد ۳۶، شمارہ ۲۔۳

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ تین خصوصی شماروں کے سلسلے کا مقصد اسلامی تہذیب کے بڑے مراکز کی تاریخ کے بارے میں علمی دنیا کو آگاہ کرنا تھا۔ اس مقصد کے لیے تیسرا شمارہ بلقان کے علاقوں کی تاریخ اور وہاں اسلام کی ترویج، اس پر ہونے والے کام کے تعارف اور دنیا کے دوسرے مراکز کو اسلام کے قریب لانے کے لیے کی جانے والی کوششوں جیسے موضوعات کو اپنے اندر شامل کیے ہوئے تھا۔ یہ شمارہ ضخامت کے اعتبار سے بھی سب سے طویل ہے اور اس میں کل بائیس مقالات شامل ہیں جنھیں چار موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے:

(1) Historical Perspectives, (2) Religion, Nationalism, and International Politics, (3) Education, (4) Contemporary Islamic Thought

اگرچہ اس شمارے کی اشاعت ظفر اسحاق انصاری کی ادارتی نگرانی میں ہوئی لیکن اس کے لیے دو مہمان مدیروں Smail Balić اور Anto Knežvić کو ذمے داری سونپی گئی تھی۔ اس شمارے کے لیے لکھنے والے بائیس محققین کی فہرست پر نظر دوڑائیں تو محمد الغزالی(۲۵) کے علاوہ ادارے کے کسی محقق کا نام نظر نہیں آتا۔

24– Nadeem Shafiq Malik, "The All India Muslim League and Central Asia," *Islamic Studies Special Issue on Central Asia* 33, no. 2-3 (1994): 381-92.

25– Muhammad al-Ghazali, "Islam Between East and West: The Magnum Opus of Alija Izetbegovic," *Islamic Studies Special Issue on Islam in the Balkans* 36, no. 2-3 (1997): 523-32.

Special Issue: Islam and Science (اسلام اور سائنس نمبر)	سرما ۲۰۰۰ء	جلد ۳۹، شمارہ ۴

اسلامک اسٹڈیز کا یہ خصوصی شمارہ مہمان مدیر ڈاکٹر مظفر اقبال کی ادارت میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر مظفر اقبال Center for Science and Islam کے بانی صدر ہیں۔

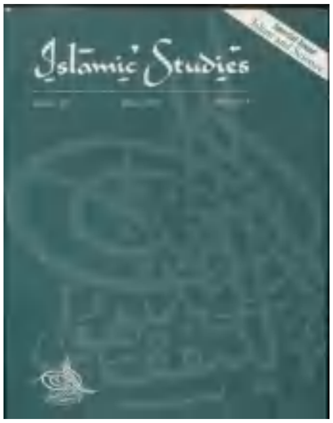

اس خصوصی شمارے میں اسلام اور سائنس کے موضوع پر ہونے والی کانفرس کے منتخب مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ جن مصنفین کے مقالے اس شمارے میں شامل ہیں ان میں خود مدیر مظفر اقبال کا مضمون،[۲۶] ولیم سی چٹک کا مقالہ،[۲۷] اور عزیزن بہارالدین کا مقالہ[۲۸] نمایاں ہیں۔ اس کے علاوہ اس شمارے میں Notes and Comments کے ضمن میں اسلام اور سائنس کے موضوع پر ہونے والے آن لائن کام کا ایک جامع تعارف پیش کیا گیا ہے جس میں ان تمام مستند ویب سائٹوں کا تعارف پیش کیا گیا ہے جہاں سے مستند اور مفید علمی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں اور محققین ان پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس شمارے میں God, Life and Cosmos: Thesistic Perspectives کے عنوان سے اسلام آباد میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس کی عمدہ روداد بیان کی گئی ہے۔[۲۹] کتب کے تجزیے والے حصے میں البتہ جن کتب پر تبصرے پیش کیے گئے ہیں، ان کا تعلق اسلام اور سائنس سے نہیں۔ بہتر ہوتا اگر اس شمارے میں اسلام اور سائنس سے متعلقہ کتب پر تبصرے شامل کر دیے جاتے۔ البتہ یہ بات معروف ہے کہ مدیر کو بعض اوقات مواد کی کمی کے باعث ایک خاص موضوع سے غیر متعلقہ مواد بھی خصوصی شمارے میں شائع کرنا پڑ جاتا ہے، کچھ اسی طرح کی صورت حال اس شمارے کی بھی ہے۔

26– Muzaffar Iqbal, "Islam and Science: Formulating the Questions," *Islamic Studies Special Issue on Islam and Science* 39, no. 4 (2000): 517-70.

27– William C. Chittick, "Time, Space, and the Objectivity of Ethical Norms: The Teachings of Ibn al-ʻArabī," *Islamic Studies Special Issue on Islam and Science* 39, no. 4 (2000): 581-96.

28– Azizan Baharuddin, "The Significance of Sufi-Empirical Principles in the Natural Theology and Discourse on Science in Islam," *Islamic Studies Special Issue on Islam and Science* 39, no. 4 (2000): 613-32.

29– See Elma Ruth Harder and Basit Kareem Iqbal, "Islam and Science Online," *Islamic Studies Special Issue on Islam and Science* 39, no. 4 (2000): 685-92.

Special Issue on Jerusalem (یروشلم نمبر)	خزاں۔ سرما ۲۰۰۱ء	جلد ۴۰، شمارہ ۳۔۴

یروشلم پر چھپنے والا ادارہ تحقیقات اسلامی کا یہ خصوصی شمارہ علمی اعتبار سے انتہائی عمدہ نوعیت کا ہے۔ اس شمارے کی

مہمان مدیر سلمیٰ الخضراء الجیوسی ہیں جن کا اپنا تعلق فلسطین سے ہے اور وہ اعلی پائے کی ادیب، شاعرہ، ناقدہ اور مترجمہ ہیں۔ آپ نے عربی ادب کے علمی ورثے کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لیے ایک ترجمے کا ادارہ بھی قائم کیا جس کا نام پروٹا (PROTA: Project of Translation from Arabic) رکھا اور بہت سی عربی ادب کی کتابیں اور شعر و شاعری کو انگریزی میں منتقل کیا۔ اس مجلے کی ادارت میں بھی ان کے ادبی ذوق کا رنگ جھلکتا ہے،

Islamic Studies کے اشاریے

Islamic Studies کے اب تک دو اشاریے مرتب کیے گئے ہیں۔ پہلا اشاریہ (مرتب، احمد خان)[۳۰] ادارے کی طرف سے ۱۹۸۲ء میں شائع کیا گیا۔ اس میں ۱۹۶۲ء سے ۱۹۸۰ء تک کے شماروں کی اشاریہ سازی کی گئی ہے۔ **فکر و نظر** کے اشاریوں کی طرز پر اس اشاریے کے ذریعے *Islamic Studies* میں چھپنے والے مواد کو مختلف طرح سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اشاریے کے تین حصے ہیں: پہلے حصے میں مقالات کی فہارس ہیں، دوسرے حصے میں کتب پر نقد و تبصرہ کی فہرستیں ہیں، جب کہ تیسرے حصے میں بقیہ متفرق مواد اور ادارے میں ہونے والی سرگرمیوں کی تفصیلات کی فہرستیں دی گئی ہیں۔ پہلے حصے میں مقالات کی فہرستوں کو تین طرح سے ترتیب دیا گیا ہے، پہلی فہرست میں مقالات کو موضوعات کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے، اس کے بعد مصنفین کے ناموں کی ابجدی ترتیب کے تحت مقالات کی فہرست بنائی گئی ہے اور تیسرے درجے میں مقالات کے عنوانات کو ابجدی ترتیب سے درج کیا گیا ہے تا کہ محقق کو کوئی بھی مقالہ تلاش کرنے میں کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے۔ کتابوں پر نقد و تبصرہ کی فہرستوں کے لیے بھی یہی اصول اپنایا گیا ہے۔ پہلی فہرست زیر تبصرہ کتابوں کے مصنفین کے ناموں کی ابجدی

30– Ahmad Khan, *Islamic Studies: Quarterly Journal of Islamic Research Institute Index Vols. 1-20 (1962-1981)* (Islamabad: Islamic Research Institute, 1982).

ترتیب کے لحاظ سے ہے، جب کہ دوسری فہرست کتابوں کے ناموں کی ابجدی ترتیب پر مرتب کی گئی ہے۔ **فکر و نظر** کے اشاریے کے برخلاف تبصرہ نگاروں کے ناموں کی ابجدی ترتیب سے کوئی فہرست اس اشاریے میں شامل نہیں۔ اشاریے میں ان مسودات کی فہرست بھی شامل ہے جو وقتاً فوقتاً *Islamic Studies* میں چھپتے رہتے ہیں۔ ادارے میں منعقد ہونے والے سیمی ناروں اور معروف محققین کی ادارے میں آمد کے واقعات فہارس کو بھی اس اشاریے کے آخر میں متفرقات کے ضمن میں درج کیا گیا ہے، جس سے یہ اشاریہ ایک اہم تاریخی دستاویز بھی کہلایا جا سکتا ہے۔

Islamic Studies کا دوسرا اشاریہ جسے شیر نوروز خان صاحب نے مرتب کیا ہے، ادارے کی ویب سائٹ پر موجود ہے، لیکن اسے کاغذ پر طبع نہیں کیا جا سکا۔ اگرچہ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۸۰ء تک کے عرصے کا اشاریہ پہلے چھپ چکا تھا، لیکن اس دوسرے اشاریے کو جامع اور مکمل بنانے کے لیے پہلے اشاریے کو اس میں شامل کر لیا گیا ہے۔ یہ اشاریہ ۱۹۶۲ء سے ۲۰۱۱ء تک کے شماروں پر محیط ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس میں جلد ایک سے جلد پچاس تک کی اشاریہ سازی کی گئی ہے۔ یہ مسودہ تین سو اکتیس (۳۳۱) صفحات پر مشتمل ہے اور چوں کہ یہ آن لائن مسودہ ہے، لہٰذا اس میں وقتاً فوقتاً اضافے اور تبدیلیاں بھی جاری رہتی ہیں۔ جس وقت یہ مقالہ تحریر کیا جا رہا ہے اس وقت اس اشاریے میں درج ذیل ترتیب سے مقالات کا حوالہ دیا گیا ہے: اولاً مقالات بلحاظ موضوعات، اس ترتیب میں کل سینتالیس (۴۷) موضوعات بنائے گئے ہیں۔ البتہ ان موضوعات کی ترتیب نہ تو ابجدی لحاظ سے ہے، نہ ایک موضوع کے تحت لکھے گئے مقالات کی تعداد کے لحاظ سے، یہ ترتیب غیر منطقی معلوم ہوتی ہے۔ مصنف نے قرآن، حدیث، سیرت، عقیدہ اور فقہ کو شروع میں جگہ دی ہے اس کے بعد کی ترتیب غیر منطقی ہے۔ ثانیاً اس اشاریے میں مصنفین کے لحاظ سے مقالات کی اشاریہ سازی کی گئی ہے۔

Islamic Studies کا سرورق اور اس کی تقسیم کار

ذیل میں دیے گئے گراف کے ذریعے یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ *Islamic Studies* کتنی تعداد میں شائع ہوتا رہا اور پھر اس کی کتنی کاپیاں فروخت یا تقسیم ہو سکیں۔ یہ بات قابل اطمینان ہے کہ ادارے کا انگریزی مجلہ کثیر تعداد میں شائع ہوتا رہا ہے اور اس کی فروخت اور تقسیم بھی تقریباً اسی تعداد میں ہوتی رہی۔ اس اعتبار سے یہ مجلہ ادارے کا سب سے زیادہ مقبول مجلہ ہے۔

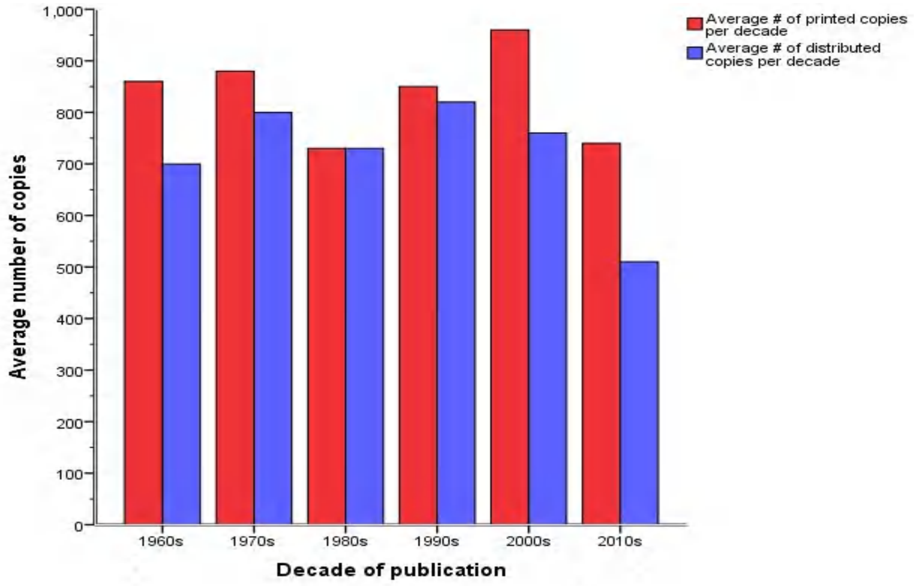

Graph 1: Distribution data of *Islamic Studies* (1962 – 2015)

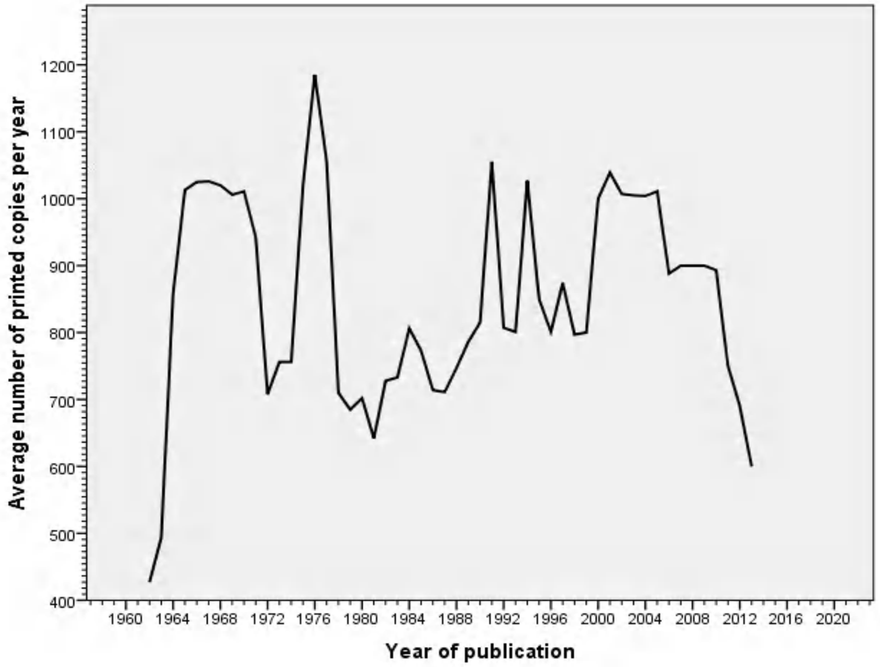

Graph 2: Publication details of ***Islamic Studies*** between 1962 and 2015

الدراسات الإسلامية

عربی زبان میں شائع ہونے والے ادارہ تحقیقات اسلامی کے اس مجلے کی اب تک باون (۵۲) جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ یہ مجلہ اپنے ابتدائی ایام ہی سے سہ ماہی ہے اور ہر سال اس کے چار شمارے شائع ہوتے ہیں۔

اس مجلے کے مدیران کی تفصیل یہ ہے:

ڈاکٹر فضل الرحمن	۱۹۶۵ء	تا	۱۹۶۵ء
غضنفر حسین بخاری	۱۹۶۵ء	تا	مارچ۱۹۶۷ء
عطا حسین	مارچ ۱۹۶۷ء	تا	ستمبر۱۹۷۴
محمد صغیر حسن معصومی	ستمبر۱۹۷۴ء	تا	ستمبر۱۹۷۵ء
عبد الرحمن طاہر السورتی	ستمبر۱۹۷۵ء	تا	دسمبر۱۹۸۱ء
محمود احمد غازی	دسمبر۱۹۸۱ء	تا	جولائی۱۹۸۷ء
محمد الغزالی	جولائی ۱۹۸۷ء	تا	جون۱۹۹۱ء
محمود احمد غازی	جون۱۹۹۱ء	تا	جولائی۱۹۹۳ء
محمد الغزالی	جولائی ۱۹۹۳ء	تا	حال
عاطف محمود ہاشمی، نائب مدیر	اگست۲۰۱۷ء	تا	حال

اس مجلے کے حالیہ مدیر ڈاکٹر محمد الغزالی ہیں جو جولائی۱۹۸۷ء تا جون۱۹۹۱ء تک اس مجلے کے مدیر رہے اور پھر جولائی ۱۹۹۳ء میں دوبارہ ادارت کی ذمے داری انھیں سونپی گئی۔ اس وقت سے تا حال محمد الغزالی **الدراسات الإسلامية** کی ادارت کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں اور ان کی معاونت جناب عاطف محمود بطور نائب مدیر کر رہے ہیں۔

الدراسات الإسلامية کے گزشتہ تین دہائیوں کے شماروں کا ناقدانہ جائزہ لیا جائے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اسلامی علوم کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات نے جو مضامین اس مجلے میں تحریر فرمائے ہیں ان مضامین کے موضوعات ایسے ہیں جن کا تعلق ان شعبوں کے اندرونی مسائل سے زیادہ ہے چاہے، ان مسائل کا تعلق تدریس سے ہو یا تحقیق سے ان کی نوعیت ایک داخلی مباحثہ کی ہے، ان مسائل میں ان حضرات کو تو دل چسپی

ہو سکتی ہے جو اس متعلقہ شعبہ تدریس یا تحقیق کا کام کر رہے ہیں لیکن اس دائرے سے باہر کے لوگوں کے لیے ان مباحث میں کچھ معنویت زیادہ نہیں معلوم ہوتی۔

اسی طرح فکر اسلامی کے مختلف پہلوؤں پر شائع ہونے والے مقالات اپنی علمی قدر و قیمت کے باوجود اکثر و بیش تر اہل اسلام ہی کو مخاطب کرتے نظر آتے ہیں یعنی جو پہلے ہی سے آپ کے نقطۂ نظر سے متفق ہو اس کے سامنے اسی نقطۂ نظر کے حق میں مزید دلائل فراہم کر دیے جائیں، حالاں کہ سب جانتے ہیں کہ حکما اسلام اور متکلمین کا اصل کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے ایسا اسلوب استدلال اختیار کیا جو مخالف نظریات کے ماننے والوں کی نظر میں بھی قابل قبول ہو اس طرح انھوں نے تعلیمات کو عقلیات کا اسلحہ فراہم کیا اور انتہائی مؤثر طریقے سے مسلماتِ اسلام کو عقلی دلائل کی مضبوط بنیادیں فراہم کیں۔ اس پایہ کے مقالات بھی شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں۔

آج کی دنیا کو جو مسائل در پیش ہیں ان کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کو بیان کرنے والے مقالات بھی کم نظر آتے ہیں۔ اگر ان عصری مسائل پر کچھ لکھا بھی گیا ہے تو اس کا اسلوب بھی اہل اسلام کے درمیان ایک داخلی مکالمہ کا ہی ہے۔ اس بات کا احساس لکھنے والوں میں شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے کہ اسلام دراصل ساری انسانیت کو گم راہی سے نکال کر ہدایت کے راستے پر ڈالنے کا پیغام ہے۔ لہٰذا جہاں اہل اسلام کو اس ہدایت کی یاد دہانی مسلسل کرانا اہل علم کی ذمہ داری ہے وہیں ان کا فرض ہے کہ تمام انسانوں کو اس آسمانی ہدایت کی جانب متوجہ کرتے رہیں۔ اس کام کو کرنے کے لیے جس اسلوب کی ضرورت ہے وہ انسانی سطح پر خطاب کرنے کا اسلوب ہے۔ اس مجلے میں لکھنے والوں نے بالعموم اس اسلوب کو اختیار نہیں کیا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس کیفیت سے ہماری علمی دنیا دوچار ہے وہی کیفیت اس مجلے کے لکھنے والوں میں جھلکتی ہے۔

البتہ ایک بات جو گزشتہ تین دہائیوں کے شماروں کو دیکھ کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس دو کے چند نمایاں ترین اہل علم کے مقالات **الدراسات الإسلامية** کے صفحات کی زینت بنے ہیں، جن میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ڈاکٹر مصطفیٰ الرزقاء، ڈاکٹر معروف الدوابی، ڈاکٹر محمد سلام مدکور، عبدالوہاب المسیری، عبدالحلیم عویس، محمود احمد غازی، محمد تقی عثمانی رضوان علی ندوی، ظفر اسحاق انصاری، عبداللہ ترکی، ابراہیم القطان، احسان خفی، احمد بن نعمان، علی الکتانی، احمد عروۃ، عماد الدین خلیل، رجاء غارودی، عبدالفتاح قلعہ جی، حسن الشافعی، مجاہد الاسلام قاسمی جیسے نمایاں اہل علم شامل ہیں۔

دوسرا مثبت پہلو اس مجلہ کا یہ نظر آتا ہے کہ دیگر اسلامی عربی مجلات کے مقابلے میں **الدراسات الإسلامية** میں شائع ہونے والے مقالات میں کسی قدر موضوعات کا تنوع دکھائی دیتا ہے، قرآن، حدیث، فقہ، کلام، سیرت، تاریخِ اسلام کے بنیادی اسلامی علوم کے علاوہ اس میں سماجی علوم، زبان و ادب، ثقافت و تمدن، فلسفہ، تقابل ادیان جیسے موضوعات پر بھی مقالات شائع ہوئے ہیں۔

الدراسات الإسلامية کے خصوصی شمارے

عربی مجلے **الدراسات الإسلامية** کے بھی چند ہی خصوصی شمارے شائع ہوئے ہیں۔ ان شماروں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

العدد الخاص بمناسبة مرور مائة عام على ميلاد الشاعر الاسلامى محمد اقبال	اپریل تا دسمبر ۱۹۷۷ء	(جلد ۱۲: شمارہ ۲، ۳، ۴)

الدراسات الإسلامية کا سب سے پہلا خصوصی شمارہ علامہ اقبال کی پیدائش کے سو سال مکمل

ہونے پر شائع کیا گیا جس کے مدیر عبد الرحمٰن طاہر السورتی تھے۔ اس شمارے میں علامہ اقبال کی زندگی، ان کے افکار، ان کی فلسفیانہ سوچ، ان کی شاعری، عربی ادب میں اقبال پر ہونے والے کام کا جائزہ اور اقبال کا نظریۂ خودی اور نظریہ ملت و قوم شامل ہیں۔ اس کے علاوہ عبدالوہاب عزام بک کا تحریر کردہ **ضرب کلیم** کا تعارف اوراس کے منتخب اشعار کا عربی ترجمہ بھی اس شمارے کا حصہ ہیں۔ اقبال کا اجتماعیت کے حوالے سے نظریہ، علامہ اقبال کے دینی و فلسفیانہ افکار اور اقبال کے نظریہ اجماع پر مقالات بھی اس شمارے میں شائع کیے گئے۔ اس کے علاوہ اس خصوصی شمارے کے بعض مضامین یہ ہیں: ”محمد اقبال في اللغة العربية“ از عبدالمعین الملوحی؛ ”الخطاب الرئاسي لمحمد إقبال“ از السید جاسم محمد تقی؛ ”اقبال و تغلغل فی اعماق الحیاة“ از جعفر الخلیلی؛ ”إقبال من خلال رؤى“ از السید خلدون الاحدب؛

"في ذكرى الفبيلسوف إقبال" از الشاعر عبدالرحیم الحضی؛ "إقبال ونظرية الذاتية" از محمد جعفر شاہ الفلوزی؛ "فلسفه إقبال" از نجیب الکیلانی؛ "الاتجاه الجديده للإجماع" از احمد حسن۔

اس شمارے میں علامہ اقبال کے الہ آباد کے صدارتی خطبے کا عربی ترجمہ از قلم سید جاسم محمد تقی اور سعودی عرب کے پاکستان میں اس وقت کے سفیر جناب ریاض الخطیب کا اقبال کے یوم پیدائش کے حوالے سے تحریر کیا گیا خط بھی شامل ہیں۔[۳۱]

العدد الخاص عن العبادة	جون تا دسمبر ۱۹۷۸ء، جنوری تا مارچ ۱۹۷۹ء	(جلد ۱۳: شمارہ ۳، ۴ اور جلد ۱۴ شمارہ ۱)

عبدالرحمٰن الطاہر السورتی کی ادارت میں شائع ہونے والا یہ خصوصی شمارہ عبادت کے موضوع کا احاطہ کرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شمارہ کسی کانفرنس کے مقالات پر مشتمل ہے البتہ اداریہ میں اس قسم کی کوئی تحریر نہیں ملتی، مناسب ہوتا اگر اس خصوصی شمارے کی طباعت کے محرکات اور اسباب کو تفصیلاً شمارے کے افتتاحیے میں ذکر کر دیا جاتا۔

اس شمارے میں بہت سے نامور محققین کے مقالات شامل ہیں جیسا کہ "معنى العبادة"[۳۲]؛ "العبادة و معناها"[۳۳]؛ "العبادة لدى الشاه ولى الله الدهلوى"[۳۴]؛ "ماهى العبادة"[۳۵]؛ فكرة العبادة فى

۳۱۔ **الدراسات الإسلامية: العدد الخاص بمناسبة مرور مائة عام على ميلاد الشاعر الاسلامى محمد اقبال**، اسلام آباد، ۱۲: ۲، ۳، ۴ (اپریل۔دسمبر ۱۹۷۷ء)۔

۳۲۔ محمد الحکیم، "معنى العبادة"، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۱۳: ۳، ۴ ؛ ۱۴: ۱ (جون۔دسمبر ۱۹۷۸ء، جنوری۔مارچ ۱۹۷۹ء)، ۹۔ ۱۶۔

۳۳۔ سید ابی القاسم الموسوی الخوئی، " العبادة و معناها"، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۱۳: ۳، ۴ ؛ ۱۴: ۱ (جون۔دسمبر ۱۹۷۸ء، جنوری۔مارچ ۱۹۷۹ء)، ۱۷۔ ۲۷۔

۳۴۔ عبدالواحد ہالے پوتا، "العبادة لدى الشاه ولى الله الدهلوى"، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۱۳: ۳، ۴ ؛ ۱۴: ۱ (جون۔دسمبر ۱۹۷۸ء، جنوری۔مارچ ۱۹۷۹ء)، ۲۸۔ ۳۱۔

۳۵۔ محمد جعفر شاہ الپھلواری، " ماهى العبادة "، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۱۳: ۳، ۴ ؛ ۱۴: ۱ (جون۔دسمبر ۱۹۷۸ء، جنوری۔مارچ ۱۹۷۹ء)، ۴۱۔ ۵۲۔

الاسلام"[۳۶]؛ "عباة الله حقيقة و غاية"[۳۷]؛ "العبادة عند اقبال"؛ [۳۸]"مفهوم العبادة فی الاسلام وان العبادة واجب علمی و حیوی"[۳۹]۔

العدد الخاص عن نشاطات الافارقه السود الامريكيين المسلمين	**اکتوبر تا دسمبر ۱۹۷۹ء، جنوری تا جون ۱۹۸۰ء**	**(جلد ۱۴: شمارہ ۴ اور جلد ۱۵: شمارہ ۱– ۲)**

یہ خصوصی شمارہ صرف دنس ووقر کے مضامین پر مشتمل ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنس ووقر کی کسی کتاب کے مضامین کو اس شمارے کا حصہ بنایا گیا ہے۔ اس میں شامل بعض مضامین یہ ہیں: "الإسلام بين الارقاء السود في شمال أمريكا في القرنين الثامن عشروالتاسع عشر"[۴۰]؛ "هيكل علوم مغاربة امريكا، حركة قومية زنجيبة"؛ "عقائد وسمارسات طائفة علوم مغاربة امريكا"؛"عقائد الأمريكين الافارقة بالعالم الاسلامی في التاريخ المعاصر"؛ "مواقف للقومية السوداء الثافية من العروبة و الإسلام في الولايات المتحده"۔[۴۱]

۳۶– *احمد حسن،*" فكرة العبادة فی الاسلام"، **الدراسات الإسلامية**، *اسلام آباد، ۱۳: ۳، ۴ ؛ ۱۴: ۱ (جون–دسمبر ۱۹۷۸ء، جنوری–مارچ ۱۹۷۹ء)، ۵۳– ۶۳۔*

۳۷– *شیخ معوض عوض ابراہیم،*" عباة الله حقيقة و غاية"، **الدراسات الإسلامية**، *اسلام آباد، ۱۳: ۳، ۴ ؛ ۱۴: ۱ (جون–دسمبر ۱۹۷۸ء، جنوری–مارچ ۱۹۷۹ء)، ۶۴– ۷۷۔*

۳۸– *عبدالرحمن طاہر السورتی،*" العبادة عند اقبال"، **الدراسات الإسلامية**، *اسلام آباد، ۱۳: ۳، ۴ ؛ ۱۴: ۱ (جون–دسمبر ۱۹۷۸ء، جنوری–مارچ ۱۹۷۹ء)، ۹۶– ۱۰۳۔*

۳۹– *معروف الدوالیبی،*"مفهوم العبادة فی الاسلام وان العبادة واجب علمی و حیوی"، **الدراسات الإسلامية**، *اسلام آباد، ۱۳: ۳، ۴ ؛ ۱۴: ۱ (جون–دسمبر ۱۹۷۸ء، جنوری–مارچ ۱۹۷۹ء)، ۱۲۹– ۱۴۱۔*

۴۰– *دنس ووقر،*"الإسلام بين الارقاء السود في شمال أمريكا في القرنين الثامن عشروالتاسع عشر"، **الدراسات الإسلامية**، *اسلام آباد، ۱۴: ۴، ۱۵: ۱–۲ (۱۹۷۹– ۱۹۸۰ء)، ۹– ۱۶۔*

۴۱– *دنس ووقر،* "مواقف للقومية السوداء الثافية من العروبة و الإسلام في الولايات المتحده"، **الدراسات الإسلامية**، *اسلام آباد، ۱۴: ۴، ۱۵: ۱–۲ (۱۹۷۹– ۱۹۸۰ء)، ۱۸۳– ۱۸۸۔*

العدد الخاص عن القرن الخامس عشر الهجري	اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۰ء، جنوری تا مارچ ۱۹۸۱ء	(جلد ۱۵: شمارہ ۴ اور جلد ۱۶ شمارہ ۱)

اس خصوصی شمارے کے چند مضامین درج ذیل ہیں: "القرن الخامس عشر الهجری الجدید واضواء علی الحقائق التاریخیة" از الشیخ ابوالحسن علی الندوی؛ القرن الخامس عشر الهجری الجدید قرن الاسلام من جدید" از سعید الاعظمی؛ "مفهوم المعرفة في الإسلام" از عبدالواحد ہالے پوتا؛ "الملتقي الرابع عشر للفكر الاسلامي في الجزائر" از عبدالرحمن الطاہر السورتی؛ "الاجتهاد" از مصطفی الزرقاء؛ "المناهج الإسلامية" از احمد شبلی؛ "وظيفة العلماء المسلمين في القرن الخامس عشر الهجری" از ابوالفضل بخت روان۔

عدد خاص حول الاسلام فی الاندلس	جون ۱۹۹۱ء	(جلد ۲۶: شمارہ ۱-۲)

اندلس نمبر کے بعض مضامین کی تفصیل اس طرح ہے: "فتح الأندلس في خلافة سيدنا عثمانؓ" از محمد حمید

اللہ؛ "الحياة الإسلامية في الأندلس ابان الفتح الإسلامي" از مرقت عزت بالی؛ "الأندلسيون في عهد الملكين الكاثوليكين" از محمد رزوق؛ "محدث الأندلس: بقي بن مخلد"، از محمد سلیم شاہ؛ "الفقه والفقها في الاندلس" از علی اصغر چشتی صابری؛ "السياسة عند مؤرخ غرناطة: لسان الدين بن الخطيب"، از احمد عبد الحلیم؛ "جماليات اسلامية في التشكيلات الاندلسية، از عبدالفتاح رواس ؛ "ابن الشعار و الشيخ الاكبر ابن العربی"، از خورشید رضوری؛ "ابن حزم علم من اعلام الفكر الاسلامی بالاندلس" از سہیر فضل اللہ ابووافیہ؛ "ابو القاسم الزهراوی: رائد الجراحة از منی ابو زید؛ "حياة أبي عبد الله محمد ابی نصر و مؤلفاته" از زیتون بیگم شمس الدین؛ "بعض النماذج لعلماء الاندلس فی میادین العلوم و المعارف" از یحییٰ بوعزیز؛ "الأندلس كيف ضاعت" از علی محمد جریشہ۔[۴۲]

۴۲- **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۲۶: ۱-۲ (جون ۱۹۹۱ء) ۱- ۴۴۶ ۔

الدراسات الإسلامية کے اب تک شائع ہونے والے خصوصی شماروں میں سے یہ آخری شمارہ ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ النعمان رحمہ اللہ کے حوالے سے شائع ہوا۔ اس شمارے کے مدیر محمد الغزالی ہیں۔ اس شمارے کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور اس میں کل سترہ مضامین شامل ہیں۔ پہلا حصہ امام ابو حنیفہ کے مقام، ان کے فضائل، مناقب اور فقہ اسلامی میں ان کے کردار پر مشتمل ہے۔ اس حصے میں پہلا مضمون ابو القاسم محمد عبد القادر کا ہے جو اس مسئلے سے بحث کرتا ہے کہ کیا امام ابو حنیفہ تابعی تھے؟(۴۳) اس کے علاوہ اس میں محمد عبد الرشید النعمانی کے دو مضامین شامل ہیں؛ ایک امام اعظم کے علم الحدیث میں مقام سے بحث کرتا ہے(۴۴) جب کہ دوسرا مضمون امام ابو حنیفہ کو فقہ اسلامی کا پہلا مدون شمار کرنے کے دلائل پر مبنی ہے۔(۴۵) اس حصے کا آخری مضمون ادارہ تحقیقات اسلامی کے سابقہ ڈائریکٹر ظفر اسحاق انصاری کا ہے جس کا موضوع ہے امام ابو حنیفہ کی فقہ کا حدیث نبوی سے استناد۔(۴۶)

اس خصوصی شمارے کا دوسرا حصہ امام ابو حنیفہ کے عہد اور اس کی تاریخ پر مبنی ہے۔ تیسرا حصہ حنفی فقہ، حنفی فقہا، حنفی اصول اور اس مذہب کی خصوصیات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعض اہم مضامین میں خالد سیف اللہ

۴۳۔ ابو القاسم محمد عبد القادر، ''هل كان الامام ابو حنيفة تابعيا''، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۳۷: ۱-۲ (جنوری-جون ۲۰۰۲ء)، ۵-۱۴۔

۴۴۔ عبد الرشید نعمانی، ''الامام ابو حنيفة النعمان و مكانته فى الحديث''، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۳۷: ۱-۲ (۲۰۰۲ء)، ۳۵-۷۶۔

۴۵۔ عبد الرشید نعمانی، ''الامام الاعظم ابو حنيفة: اول من دون فقه الشريعة''، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۳۷: ۱-۲ (۲۰۰۲ء)، ۷۷-۹۳۔

۴۶۔ ظفر اسحاق انصاری، ''الامام ابو حنيفة واستناد فقهه الى الحديث النبوى''، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۳۷: ۱-۲ (۲۰۰۲ء)، ۸۷-۹۲۔

رحمانی کا مضمون "معاییر الامام ابی حنیفه فی الاحتجاج بالسنة"،(۴۷) محمد مصطفی الزحیلی کا مضمون "القواعد الفقهیه فی المذهب الحنفی"،(۴۸) سلیمان ندوی کا مضمون "آراء الامام الدهلوی فی موازنة بین الامام و صاحبیه"(۴۹) اور محمد الدسوقی کا "تدوین الفقة الحنفی واثره فی تدوین فقه المذاهب"(۵۰) قابل ذکر ہیں۔ اس شمارے کے آخری حصے کا عنوان ہے امام ابو حنیفہ کے علمی اور فکری کارناموں کی عصر حاضر میں اہمیت۔ اس میں محمد فہیم اختر ندوی کا مقالہ "المذهب الحنفی والتحدیات الحدیثة"(۵۱) نمایاں ہے۔

الدراسات الإسلامية کے موضوعات اور مصنفین

عربی زبان میں شائع ہونے والے مجلے کے موضوعات بھی اگرچہ قریب قریب وہی ہوتے ہیں جو اردو اور انگریزی کے ہیں؛ البتہ مختلف اوقات اور عرب دنیا کے مختلف حالات کے پیش نظر ان موضوعات کی اہمیت وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی ہے۔ مجلہ اپنے تعارف میں لکھتا ہے کہ اس میں دین، ثقافت، تاریخ اور ادب پر مقالات شائع کیے جاتے ہیں، البتہ ان چار وسیع موضوعات کے ضمن میں **الدراسات الإسلامية** میں پچھلے پچاس سال میں بہت سے موضوعات پر مقالات شائع ہوئے ہیں۔ ان موضوعات میں فقہ و قانون ایسا موضوع ہے جو ہر دور میں مصنفین اور

۴۷- خالد سیف اللہ رحمانی، "معاییر الامام ابی حنیفه فی الاحتجاج بالسنة"، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۳۷: ۱-۲ (۲۰۰۲ء)، ۱۶۳- ۲۱۲۔

۴۸- محمد مصطفی الزحیلی، "القواعد الفقهیه فی المذهب الحنفی"، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۳۷: ۱-۲ (۲۰۰۲ء)، ۲۳۵-۲۵۸۔

۴۹- سلیمان ندوی، "آراء الامام الدهلوی فی موازنة بین الامام و صاحبیه"، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۳۷: ۱-۲ (۲۰۰۲ء)، ۲۷۹- ۲۹۸۔

۵۰- محمد الدسوقی، "تدوین الفقة الحنفی واثره فی تدوین فقه المذاهب"، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۳۷: ۱-۲ (۲۰۰۲ء)، ۲۵۹- ۲۷۸۔

۵۱- محمد فہیم اختر ندوی، "المذهب الحنفی والتحدیات الحدیثة"، **الدراسات الإسلامية**، اسلام آباد، ۳۷: ۱-۲ (۲۰۰۲ء)، ۳۳۱- ۳۵۰۔

قارئین کی توجہ کا مرکز رہا ہے یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر سب سے زیادہ یعنی ایک سو اکہتر (۱۷۱) مقالات لکھے اور شائع کیے گئے۔ اس کے بعد اسلامی شخصیات کے موضوع پر تقریباً ایک سو بیس (۱۲۰) مقالات شائع ہوئے اسی طرح قرآن اور اس سے متعلق موضوعات پر تقریباً ایک سو سات (۱۰۷) مقالات شائع ہوئے۔ ان موضوعات کے بعد ادب، حدیث، عربی زبان اور تعلیم و تربیت سے متعلق موضوعات ہیں جن پر اکثر مقالات چھپتے رہتے ہیں۔ یہ تعداد ہمارے معاشرے کے حقیقی مسائل اور ان کی ترجیحات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ معاشرے کے افراد اپنے روز مرہ کے پیش آمدہ مسائل کا قرآن و سنت کی روشنی میں حل چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں وہ قرآن اور سنت کے دائرے سے باہر نہیں جانا چاہتے۔ **الدراسات الإسلامية** کے کل موضوعات اور ان پر چھپنے والے مقالات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

نمبر شمار	موضوع	اس موضوع پر چھپنے والے کل مقالات	نمبر شمار	موضوع	اس موضوع پر چھپنے والے کل مقالات
۱.	فقہ و قانون	۱۷۱	۲۱.	المو تمر الاسلامی	۱۵
۲.	اسلامی شخصیات	۱۲۰	۲۲.	دعوت و ارشاد	۱۱
۳.	القرآن الکریم	۱۰۷	۲۳.	تصوف	۰۹
۴.	ادب	۸۹	۲۴.	استشراق اور مستشرقین	۰۷
۵.	حدیث	۷۹	۲۵.	اخلاقیات	۰۷
۶.	لغہ عربیہ، قواعد	۶۳	۲۶.	طب	۰۶
۷.	تعلیم و تربیت	۵۷	۲۷.	خواتین	۰۶
۸.	علم الکلام	۴۵	۲۸.	متفرق	۰۵
۹.	تاریخ اسلام	۴۵	۲۹.	اسلامی تحریکیں	۰۴
۱۰.	کتب، مخطوطات، رسائل	۳۹	۳۰.	سفر نامے	۰۴
۱۱.	اسلام کا سیاسی نظام	۳۸	۳۱.	قصص	۰۴
۱۲.	اسلام کا اقتصادی نظام	۳۵	۳۲.	اقلیات	۰۳
۱۳.	نقد و تعارف	۳۴	۳۳.	جہاد	۰۲
۱۴.	فلسفہ	۳۳	۳۴.	مساجد	۰۲

۱۵.	اقبالیات	۲۸	۳۵.	جغرافیہ	۰۲
۱۶.	تقابل ادیان	۲۵	۳۶.	مکتبات	۰۲
۱۷.	عبادات	۲۴	۳۷.	سائنس اور ٹیکنالوجی	۰۲
۱۸.	معاشرتی علوم	۲۳	۳۸.	کمپیوٹر	۰۱
۱۹.	سیرت النبی ﷺ	۲۳		ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد	
۲۰.	تہذیب وثقافت	۲۱			

وہ نامور محققین جنھوں نے **الدراسات الإسلامية** کے لیے مقالات لکھے، ان میں وہبہ الزحیلی، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، مصطفی احمد الزرقاء، ڈاکٹر طہ حسین، ڈاکٹر محمود احمد غازی، ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری، سید ابوالحسن علی ندوی، السید محمد یوسف بنوری، عبد الفتاح رواس قلعہ جی اور مشہور شاعر جابر قمیحہ ایسے قابل ذکر مصنفین شامل ہیں جو وقتاً فوقتاً **الدراسات الإسلامية** کی اپنے قلم کے ذریعے سرپرستی کرتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ مصنفین جنھوں نے مجلے کی ایک طویل عرصے تک سرپرستی فرمائی اور اپنے مقالات کی ایک قابل قدر تعداد اشاعت کے لیے بھیجی ان میں شعبان محمد مرسی کا نام سر فہرست ہے۔ انھوں نے اس مجلے کے لیے کل سولہ (۱۶) مضامین تحریر کیے ہیں۔ اس کے بعد محمود الخالدی کے بارہ (۱۲) اور محمود درابسہ کے بھی بارہ (۱۲) مضامین **الدراسات الإسلامية** میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد حمید اللہ اور محمد جعفر شاہ پھلواروی کے نام آتے ہیں، جنھوں نے مجلے کے لیے دس دس مضامین تحریر فرمائے۔ عبد الفتاح رواس قلعہ جی کے نو (۹)اور عبد الرحمٰن الطاہر السورتی، جو طویل عرصہ تک اس مجلے کے مدیر بھی رہے ہیں، کے بھی ۹ مضامین **الدراسات الإسلامية** میں چھپے ہیں۔ ان مصنفین کے بعد جن کے نام اس فہرست میں آتے ہیں ان میں مصعب الخیر ادریس السید مصطفی الادریسی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، ڈاکٹر محمد الغزالی، حالیہ مدیر مجلہ، عیادہ بن ایوب الکبیسی، ڈاکٹر عصمت اللہ عنایت اللہ، حسن الحیاری، محمد طاہر حکیم، صفاء فیصل ابراہیم اور مصباح اللہ عبد الباقی کے نام شامل ہیں۔

الدراسات الإسلامية کا اشاریہ

مجلے کے پچاس سال مکمل ہونے پر اس کا ایک اشاریہ جناب شیر نوروز صاحب نے مرتب کیا ہے، یہ اشاریہ اگرچہ ادرے کی ویب سائٹ پر موجود ہے، لیکن ابھی اسے کاغذ پر طبع نہیں کیا گیا۔ یہ اشاریہ اس لحاظ سے تو انتہائی اہم ہے کہ اس میں مجلے کی پچاس مکمل جلدوں میں چھپنے والے مقالات عنوانات اور مصنفین کی الف بائی ترتیب سے درج کر دیے گئے ہیں، البتہ اس اشاریے میں بہت سی خامیاں بھی ہیں، جن کا طباعت سے قبل درست کیا جانا ضروری ہے؛ مثلاً اس اشاریے کا کوئی مقدمہ نہیں ہے جو اس کا تعارف بیان کرے اور اس اشاریے کے استعمال

اور اس کی حدود وغیرہ سے قاری کو آگاہ کرے۔ اسی طرح اس اشاریے میں صرف مقالات کی فہرست کو جمع کیا گیا ہے جب کہ **الدراسات الإسلامية** میں کتب پر تبصرے، مشہور تحریروں کے عربی ترجمے، پہلے سے شائع شدہ معرکہ الآراء تحریروں کی دوبارہ اشاعت، کتب کے اقتباسات، مجلے کو لکھے گئے خطوط اور اس طرح کی دوسری چیزیں بھی وقتاً فوقتاً چھپتی رہتی ہیں جن کا اس اشاریے میں کوئی تذکرہ نہیں۔ اس کے علاوہ اس اشاریے میں **الدراسات الإسلامية** کے خصوصی شماروں کا کوئی تذکرہ موجود نہیں۔

ایک اور بات جس کی اشاریے کی طباعت سے قبل اصلاح ضروری ہے وہ یہ کہ بعض مصنفین کے نام دو مرتبہ آگئے ہیں؛ ایک مرتبہ نام کی عمومی ترتیب سے اور دوسری مرتبہ آخری نام کو پہلے لکھ کر جو ترتیب بنائی جاتی ہے اس اعتبار سے مثلاً مجلے کے لیے لکھنے والے ایک مصنف دنس ووقر کے بعض مقالات کو حرف (و) کے تحت (ووقر، دنس) کے تحت درج کیا گیا ہے اور دوسرے مقالات کو حرف (د) کی ابجدی ترتیب میں (دنس ووقر) کے تحت درج کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ دنس ووقر کے بعض مضامین جو ایک خصوصی شمارے میں شائع ہوئے تھے انہیں اس اشاریہ کا حصہ نہیں بنایا گیا، ضرورت ہے کہ اس سہو کی طباعت سے قبل اصلاح کر لی جائے۔ وھبہ الزحیلی کے مقالات کو (و) کے تحت (وھبہ الزحیلی) میں درج کیا گیا ہے، جب کہ محمد مصطفی الزحیلی کے نام کو حرف (ز) کے تحت درج کیا گیا ہے۔ اشاریے میں غالب طور پر آخری نام کو پہلے لکھا گیا ہے، لیکن بہت سے ایسے مصنفین بھی ہیں جن کے نام کو عمومی ترتیب ہی میں درج کیا گیا ہے؛ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان فہرستوں پر نظر ثانی کی جائے اور ایک معیار مقرر کر کے اس کے مطابق تمام نام اور ان کے مقالات درج کیے جائیں تاکہ قارئین اور محققین کو تلاش میں دشواری نہ ہو۔ امید ہے طباعت سے قبل ان معروضات کی روشنی میں اشاریے کو مزید بہتر بنا لیا جائے گا۔ یہ اشاریہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے مطبع سے شائع کیا جا رہا ہے۔

الدراسات الإسلامية کی طباعت، سرورق اور تقسیم کار

ادارہ تحقیقات اسلامی کا عربی مجلہ ایک تسلسل سے شائع کیا جا رہا ہے جس کی طباعت اور تقسیم کا اندازہ ذیل میں دیے گئے گراف سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ **الدراسات الإسلامية** کی زیادہ تر ترسیل اعزازی سطح پر ہے، اس کی فروخت انتہائی کم ہے۔ بیرون ملک کی لائبریریوں اور اسکالرز کو یہ مجلہ اعزازی طور پر بھیجا جاتا ہے۔

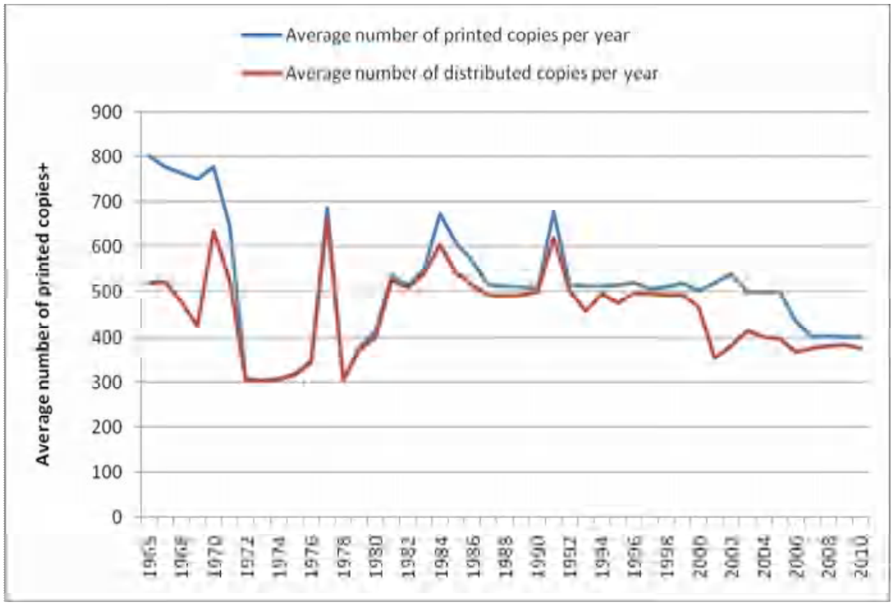

Graph 3: Publication & Distribution details of al-Dirasat al-Islamiyyah

الدراسات الإسلامية کی طباعت اور تقسیم کا ریکارڈ بھی اسی طرح محفوظ کیا جاتا ہے جس طرح انگریزی اور اردو کے مجلات کی طباعت اور تقسیم کے اعداد و شمار محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے پچھلے سات آٹھ سال سے **الدراسات الإسلامية** کی تقسیم کا ریکارڈ درست طریقے سے مرتب نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے راقم کے لیے معلومات اکٹھی کرنا انتہائی مشکل تھا۔ معلومات کی عدم دستیابی کے پیش نظر صرف ۲۰۱۰ تک کے مواد پر انحصار کیا گیا ہے اور درج بالا گراف نمبر ۳ صرف اسی عرصے کی طباعت اور تقسیم کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ نامکمل اور گم شدہ ریکارڈ کو مکمل کر لیا جائے۔ جیسا کہ گراف سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ابتدائی پانچ سالوں میں مجلے کی طباعت کثیر تعداد میں کی جاتی تھی جبکہ اس کی فروخت اور تقسیم اس تعداد سے تقریباً ایک تہائی کم تھی۔ اس کے بعد ستر کی دہائی کے آغاز میں اس کی طباعت انتہائی کم کر دی گئی، البتہ جس تعداد میں اس مجلے کو شائع کیا جاتا رہا وہ سب کا سب تقسیم یا فروخت ہوتا رہا۔ پھر آگے چل کر کبھی اس کی تعداد اچانک بڑھا دی جاتی اور کبھی کم کر دی جاتی لیکن دونوں صورتوں میں طباعت اور تقسیم کا تناسب ایک سا رہا۔ سن ۲۰۰۰ کے بعد سے اس کی طباعت اور تقسیم میں پھر سے فرق آنا شروع ہوا اور ساتھ ہی اس کی طباعت کو بھی کم کر دیا گیا۔ ان تمام معلومات کو اگر انگریزی اور اردو مجلے کی معلومات سے موازنہ کیا جائے تو بخوبی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں عربی لکھنے

اور پڑھنے والے افراد کی تعداد انتہائی کم ہے اور اسی تناسب سے لوگوں کی دلچسپی بھی اسی حد تک ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ عربی مجلے کی اکثر تقسیم بیرون پاکستان عرب ممالک میں رہی ہے اور اس کے اکثر مصنفین کا تعلق بھی عرب ممالک سے ہی رہا ہے۔ امید ہے کہ پاکستان میں عربی زبان کے فروغ کے لیے مزید اقدامات کیے جائیں گے اور پاکستانی قارئین بھی اس میں مزید دلچسپی لینا شروع کریں گے۔

فکر و نظر

فکر و نظر مذکورہ بالا مجلات میں سے اردو زبان میں سن ۱۹۶۳ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔ **فکر و نظر** کا پہلا شمارہ ۱۰/ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ بمطابق یکم اگست ۱۹۶۳ء کو کراچی سے شائع کیا گیا۔ **فکر و نظر** کو شروع کرنے کا مقصد وہی تھا جو مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کے قیام کا تھا۔ اس شمارے کے مدیر نے ان مقاصد کو پہلے شمارے کے اداریے، جو "شذرات"[۵۲] کے نام سے لکھا گیا میں یوں بیان کیا ہے:

۱۔ اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق عقلی انداز پر وسیع النظری کے ساتھ اسلام کی توجیہ کرنا اور دیگر امور کے ساتھ ساتھ اسلام کے بنیادی مقاصد، مثلاً عالمی اخوت، رواداری اور معاشرتی انصاف کی توضیح کرنا۔

۲۔ اسلامی تعلیمات کی ایسے انداز پر تعبیر کرنا جو دنیائے جدید کے عقلی اور سائنسی ارتقا میں اسلام کی جان دار خصوصیات کو نمایاں کر سکے اور

۳۔ اسلام نے فکر، سائنس اور ثقافت کو جو کچھ عطا فرمایا ہے، اس پر اس انداز سے تحقیق و تدقیق کرنا کہ مسلمان ان میدانوں میں اپنے نمایاں اور برتر مقام کو دوبارہ حاصل کر سکیں، اور

۴۔ اسلامی تاریخ، فلسفہ، قانون اور اصول فقہ وغیرہ میں تحقیق کے لیے ایسے اقدامات عمل میں لانا کہ تحقیق و تدقیق کا کام منظم طریقے پر ہو سکے اور اس کی حوصلہ افزائی ہو۔[۵۳]

انھی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس فکری اور تحقیقی مجلے میں مضامین کی اشاعت کی جاتی ہے۔ **فکر و نظر** کی ابتدا کرنے کی یہی وجہ تھی کہ پاکستان میں ایسے فکری مجلات ناپید تھے جو اسلام کے بنیادی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وسیع النظری کے ساتھ موجودہ دور میں پیش آمدہ مسائل کی توضیح کرتے ہوں۔ اسی طرح **فکر و نظر** کے ذمے داران کے سامنے یہ امر بھی تھا کہ اسلام کی تاریخ سائنسی عروج کی ایک عظیم داستان پیش کرتی ہے، مگر آج

۵۲۔ فکر و نظر میں اداریے کو نظرات کے نام سے پیش کیا جاتا تھا۔ صرف پہلا شمارہ ہی ایسا ہے جس میں یہ اداریہ شذرات کے نام سے شائع ہوا ہے۔

۵۳۔ "شذرات"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱:۱۔۲ (جولائی۔اگست ۱۹۶۳ء)، ۲۔

مسلمان جس پستی کا شکار ہیں اور جس طرح جدید علوم سے بے بہرہ ہیں اس کی ایک بنیادی وجہ دنیاے جدید کے عقلی اور سائنسی ارتقا میں اسلام کے کردار کی وضاحت نہ ہونا ہے۔ اگر اسلام کے سائنسی عروج کے دور کو دوبارہ منظر عام پر لایا جائے اور اہل علم کو مہمیز دی جائے کہ وہ اپنے آپ کو انھی خطوط پر استوار کریں تو امت مسلمہ کے لیے دوبارہ ترقی کی منزلیں طے کرنا مشکل نہ ہوگا۔ اسی طرح **فکر و نظر** کو شروع کرنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ امت مسلمہ کو بالعموم اور پاکستان کے عوام کو بالخصوص اسلامی تاریخ، فقہ، قانون، حدیث، سیرت، اسلامی معاشیات، اور ذرائع ابلاغ جیسے مضامین میں منظم طریقے سے تحقیق کی تربیت دی جا سکے اور جو لوگ ان علوم پر جدید طرز پر تحقیق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، انھیں اپنی تحقیق کو دوسروں تک پہنچانے کا موقع مل سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ **فکر و نظر** کے اجرا کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اخوت، رواداری، بھائی چارے اور معاشرتی انصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے علما اور دانش ور اہل وطن کو اپنی راے بغیر کسی خوف و خطر اور ذاتی عناد کے دوسروں تک پہنچانے کا موقع دیا جائے۔ ادارے اور اس کے مجلات کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ وہ ہر مکتب فکر اور ہر سوچ کے حامل افراد، بشرطے کہ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے متصادم نہ ہوں، کو اپنی راے اور تحریر شائع کرنے کا موقع دیتا ہے اور اس بات کا بھی اعادہ کرتا ہے کہ ضروری نہیں کہ ادارہ یا مجلہ ان آرا سے متفق بھی ہو۔ یہ فقرہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ **فکر و نظر** آزادی راے و اظہار پر شروع دن سے ہی پورا یقین رکھتا ہے۔ البتہ جب کبھی ادارے کو اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے یا پھر **فکر و نظر** میں پیش کیے گئے کسی نقطۂ نظر کی وضاحت کی ضرورت ہو تو ان کو علاحدہ صفحات میں تحریر کر دیا جاتا ہے۔ اس عمل کے ذریعے صحت مند اختلاف راے کا رجحان پروان چڑھتا ہے۔ شروع شروع میں اسی مقصد کے پیش نظر **فکر و نظر** میں تحقیقی مضامین کے علاوہ نظرات کے نام سے اداریہ بھی شائع کیا جاتا رہا ہے، جس میں مجلے کے مدیران اپنی آرا اور نقطہ ہاے نظر کو پیش کرتے رہے ہیں جو کسی حد تک مناظراتی یا ملک میں شائع ہونے والے دوسرے تحقیقی مجلات کے فکری سوالات کے جوابات پر مشتمل ہوتا تھا۔[۵۴] **فکر و نظر** کے پہلے شمارے میں تین مضامین شائع کیے گئے تھے۔ ان میں سے پہلا مضمون اس وقت کے ادارے کے سربراہ ڈاکٹر فضل

۵۴- دیکھیے: **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱:۱؛ ۲۱: ۱۲۔

الرحمٰن صاحب کے ایک انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ ہے جو سنت، اجماع اور اجتہاد کے تصورات کی اسلام کے ابتدائی عہد میں کی گئی تعبیرات کی وضاحت پر مبنی ہے۔[۵۵]

دوسرا مضمون جامع ازہر کے اس وقت کے "شیخ الازہر" علامہ محمود شلتوت کا ہے، جس کا عنوان ہے "اسلامی شریعت اور تنظیم نسل"۔[۵۶] اس مضمون کو عربی سے اردو میں منتقل کر کے شائع کیا گیا تھا۔ پہلے شمارے کا تیسرا اور آخری مضمون جناب محمد رشید فیروز کا "اسلامی دنیا میں عائلی قوانین کی اصلاح" ہے۔ اسی مضمون میں مصنف نے مختلف اسلامی ممالک میں عائلی قوانین میں ہونے والی اصلاحات سے متعارف کروایا ہے۔ اس دور میں یہ مضمون انتہائی اہمیت کا حامل اور اپنی نوعیت کا خاص مضمون تھا۔ چوں کہ اس وقت حال ہی میں "اسلامی عائلی قوانین کا آرڈیننس" جاری ہوا تھا۔ اس مضمون سے اس پر بھی بحث کی گئی ہے۔[۵۷]

فکر و نظر ابتدا میں تقریباً اکیس سال (جون ۱۹۸۴ء) تک ماہ نامہ کے طور پر شائع ہوتا رہا اور ہر سال اس کے بارہ (۱۲) شمارے نکلتے۔ جلد ۲۲، شمارہ ۱ (جولائی۔ستمبر ۱۹۸۴ء) سے اس مجلے کو ماہ نامہ سے سہ ماہی میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس وقت اس کی ادارت جناب محمود احمد غازی (مرحوم) کے پاس تھی اور جناب ساجد الرحمن اس کے نائب مدیر تھے۔ اگرچہ یہ شمارہ سہ ماہی کے طور پر شائع کیا گیا تھا، جیسا کہ اس تاریخ (شوال۔ذوالحجہ ۱۴۰۴ھ۔ جولائی۔ستمبر ۱۹۸۴ء) سے بھی واضح ہے۔ اس میں شامل اس وقت کے وزیر تعلیم جناب ڈاکٹر محمد افضل کی تحریر کردہ "تقدیم"، جس میں انھوں نے اس کے ماہانہ سے سہ ماہی کیے جانے پر اسے ایک اچھا قدم قرار دیا تھا، مگر رسالے کے سرورق پر غلطی سے "ماہ نامہ۔ **فکر و نظر**۔ اسلام آباد" شائع ہو گیا تھا۔ اس غلطی کو آئندہ کے شمارے جلد ۲۲، نمبر ۲ میں درست کر لیا گیا اور اس کا نام "سہ ماہی۔ **فکر و نظر**۔ اسلام آباد" کر دیا گیا۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ **فکر و نظر** کے مدیر اعلیٰ یا مدیر "نظرات" کے نام سے اداریہ بھی لکھا کرتے تھے جو ہر شمارے میں شائع کیا جاتا تھا، چند نامعلوم وجوہات کی بنا پر جب **فکر و نظر** کو ماہ نامہ سے سہ ماہی کیا گیا تو "نظرات" کا سلسلہ بھی بند کر دیا گیا۔ اگرچہ اداریے کی اشاعت ایک اچھی روایت تھی جس کے ذریعے ادارہ کسی حد تک اپنا نقطۂ نظر بھی پیش کرتا رہتا تھا، مگر شاید ادارے کی غیر جانب داری کو قائم رکھنے کے لیے اداریے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ راقم کی نظر میں اس سلسلے کو دوبارہ شروع کیا جانا چاہیے، تاکہ ادارہ چند ایسے موضوعات پر ہر شمارے

۵۵۔ فضل الرحمٰن، "سنت اجماع اور اجتہاد کے تصورات"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱:۱۔۲ (جولائی۔اگست ۱۹۶۳ء)، ۷۔۳۳۔

۵۶۔ محمود شلتوت، "اسلامی شریعت اور تنظیم نسل"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱:۱۔۲ (جولائی۔اگست ۱۹۶۳ء)، ۳۴۔۶۴۔

۵۷۔ محمد رشید فیروز، "اسلامی دنیا میں عائلی قوانین کی اصلاح"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱:۱۔۲ (جولائی۔اگست، ۱۹۶۳)، ۶۵۔۹۹۔

میں بات کر سکے جو موجودہ علمی، فکری، تعلیمی، معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی اعتبار سے اس وقت اہم ہوں اور مصنّفین اور قارئین کی اس طرف توجہ مبذول کروانا ضروری ہو۔

افکار، اخبار اور انتخاب

دسمبر ۱۹۶۳ء (جلد:۱، شمارہ:۶) سے **فکر و نظر** میں ایک سلسلہ "افکار، اخبار اور انتخاب" شروع کیا گیا۔ سلسلۂ "افکار" کا مقصد یہ تھا کہ رسالے کے مندرجات پر اگر اہل علم تنقید اور تبصرہ کرنا چاہیں تو اسے "افکار" کے عنوان کے تحت شائع کر دیا جائے۔[۵۸] سلسلۂ "افکار" شروع ہونے سے ادارہ تحقیقات اسلامی کے رفقا کے علاوہ دوسرے ارباب علم بھی باہمی گفت گو اور تنقیدی و اصلاحی مکالمے کا حصہ بننے لگے۔ سب سے پہلے جن دو تنقیدی مراسلوں کو **فکر و نظر** میں جگہ ملی وہ جناب محمد علی لطفی، صدر شعبہ دینیات، نیشنل کالج کراچی اور جناب محمد مسلم، نیشنل کالج کراچی، سابق صدر شعبہ عربی، فارسی و اردو سینٹ کولمباز کالج، سبزی باغ، بہار کے "افکار" تھے جو انھوں نے ڈاکٹر فضل الرحمن کے ربوٰ کے موضوع پر تحریر کیے گئے مقالے کے جواب میں لکھے تھے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ کافی صحت مندی کے ساتھ آگے بڑھتا رہا اور بہت سے معروف محققین اس سلسلے میں اپنی آرا بھیجتے رہے۔

ڈاکٹر فضل الرحمن کے سلسلہ وار مقالے "تحقیق ربوٰ" نے دوسرے علمی جرائد کو بھی اس پر تبصرے اور تنقید کی مہمیز دی اور کراچی سے شائع ہونے والے رسالے **بینات** میں اس مقالے کے رد میں ابو اسامہ حسن العجمی کے فرضی نام سے ایک تحریر سلسلہ وار شائع ہونا شروع ہوئی۔ **فکر و نظر** نے اپنے مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے صحت مند علمی مکالمے کو فروغ دینے کے لیے اس تحریر کو "افکار" میں دو قسطوں تک شائع کیا، مگر چوں کہ اس کے بعد **بینات** کی طرف سے اس تحریر کی ذمے داری قبول کرنے سے انکار کیا گیا، لہٰذا اس جوابی سلسلے کو روک دیا گیا۔ اس کے بعد غلام احمد پرویز کے جواب کو جو اسی "تحقیق ربوٰ" کے رد میں تھا، بھی **فکر و نظر** میں جگہ دی گئی۔[۵۹] آگے چل کر مولانا تمنا عمادی نے بھی اس مقالے "تحقیق ربوٰ" میں پیش کی گئی دو احادیث کا روایت اور درایت کی رو سے مفصل تجزیہ پیش کیا۔

فکر و نظر کا ایک سال مکمل ہونے پر ماہ نامہ **فاران** کے مدیر نے اس پر ایک ناقدانہ تبصرہ جون ۱۹۶۴ء کے شمارے میں شائع کیا۔ ادارے نے اسے شکریہ کے ساتھ من و عن سلسلۂ افکار کے تحت **فکر و نظر** میں شائع کر

۵۸۔ "افکار، اخبار اور انتخاب"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۱: ۶ (دسمبر ۱۹۶۳ء)، ۶۔

۵۹۔ غلام احمد پرویز، **فکر و نظر**، اسلام آباد ۱: ۱۱ (مئی ۱۹۶۴ء)، ۶۳–۷۸۔

دیا۔ اس تبصرے میں مدیر **فاران** نے **فکر و نظر** کے علمی منہج اور اس کی فکری سمت پر کڑی تنقید کرتے ہوئے لکھا: ”اس مجلے کا نقطہ نگاہ متجددانہ اور اس ادارے کا رجحان اباحیت کی جانب ہے! وہ مسائل جو تیرہ سو سال کی مدت میں سلف صالحین اور جمہور علماے امت کے نزدیک متفق رہے ہیں، ان میں راے زنی کر کے تشکیک و اضطراب پیدا کرنا اس رسالے کا طرۂ امتیاز ہے۔“ (۶۰) یہ انتہائی حوصلے اور علمی دیانت کی بات ہے کہ **فکر و نظر** نے اس قدر سخت تنقید کو اپنے صفحات میں جگہ دی اور اسے من و عن نقل کیا۔ اس کے بعد مجلے کے مدیر نے مجلے کا نقطۂ نظر واضح کرتے ہوئے اس الزام کی تردید کی اور اس بات پر زور دیا کہ جس طرح ہمارے اسلاف کو ”اس زمانے میں نہ شبلی جیسے محقق کو، نہ اقبال جیسے مفکر کو، آرنلڈ اور براؤن جیسے مستشرق کے افکار سے متاثر ہونے پر ندامت تھی، بلکہ انھیں تو ان سے کسب فیض کرنے پر برملا فخر تھا۔“(۶۱) اسی طرح ادارے کے محققین اس معیار پر تحقیق کو اپنانے پر زور دیتے ہیں، جس کے ذریعے مستشرقین کے اعتراضات کا انھی کی زبان میں جواب بھی دیا جائے اور عصر حاضر کے مسائل کا حل بھی تلاش کیا جا سکے۔

”افکار“ کے سلسلے میں مزید جن چیدہ چیدہ علمی مناظروں کا ذکر کرنا ناگزیر معلوم ہوتا ہے، ان میں مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی میں تشریف لا کر ادارے اور ان کے مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں باہمی تعاون کے حوالے سے وعدوں پر جو خبریں اور تبصرے گردش کرنے لگے، ان کا احوال بہت اہم ہے۔(۶۲) اس ”افکار“ میں ادارے کی طرف سے علم الروایت کی اصطلاحات استعمال کرتے ہوئے مولانا بنوری کے اس بیان کا تعاقب کیا گیا ہے جو انھوں نے مرکزی ادارہ تحقیقات اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں تعاون کے وعدوں پر نظر ثانی کرتے ہوئے دیا تھا۔ انھوں نے کہا تھا: ”توقعات کو بہت زیادہ قائم کرنا صحیح نہ ہو گا۔ جو ادارے قائم ہی مختلف بنیادوں پر ہوں، ان کے درمیان تعاون بس ایک خاص ہی حد تک ہو سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں۔“(۶۳) اسی طرح آگے چل کر ڈاکٹر فضل الرحمن کے قسط وار مضمون ”تصور سنت“ پر مدرسہ اسلامیہ عربیہ کے مولانا محمد ادریس نے جو گرفت کی تھی، اسے بھی بعینہٖ قسط وار سلسلہ ”افکار“ میں شائع کر دیا گیا تھا۔(۶۴)

۶۰۔ ”افکار“، **فکر و نظر**، اسلام آباد ۲: ۱ (جولائی ۱۹۶۴ء)، ۶۸۔

۶۱۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۲: ۱ (جولائی ۱۹۶۴ء)، ۷۲۔

۶۲۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۲: ۳ (ستمبر ۱۹۶۴ء)، ۲۰۳–۲۱۱۔

۶۳۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۲: ۳ (ستمبر ۱۹۶۴ء)، ۲۰۳۔

۶۴۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۲: ۵–۶، ۷ (نومبر–دسمبر ۱۹۶۴ء، جنوری ۱۹۶۵ء)۔

اگلے شمارے فروری ۱۹۶۵ء[۶۵] سے مولانا محمد ادریس کے سوالات کے جوابات اور ان کی تائید میں مولانا تمنا عمادی کے مضمون کو بھی قسط وار "افکار" میں شامل کیا گیا۔ "فوٹو کی شرعی حیثیت" پر شائع ہونے والے مضمون پر رسالہ **فاران** میں محترم مرزا منور علی بیگ نے سخت تنقید کی تھی۔ مولانا تمنا عمادی نے افکار میں اس کا جواب دیا ہے۔[۶۶] **افکار** کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد خالد مسعود کے مک گل یونی ورسٹی (McGill University)، کینیڈا سے تحریر کیے گئے وہ خطوط بھی شامل کیے گئے ہیں، جو انھوں نے **فکر و نظر** میں شائع ہونے والے بعض مضامین کے حوالے سے بھیجے تھے۔[۶۷]

افکار و آرا کا یہ سلسلہ چند سال تک باقاعدگی سے جاری رہا۔ آگے چل کر افکار کا سلسلہ تقریباً مفقود ہو گیا اور کبھی کبھار "اخبار و افکار" کے نام سے ادارے میں ہونے والی سرگرمیوں کا تعارف پیش کیا جانے لگا یا پھر اگر ادارے کے ڈائریکٹر اور رفقا کہیں کسی اہم موضوع پر خطبہ یا لیکچر دیتے تو اسے ان اوراق کی زینت بنا دیا جاتا، البتہ وہ مناظراتی رنگ جاتا رہا جو شروع میں اس کا طرۂ امتیاز تھا۔

اخبار

فکر و نظر کے ابتدائی شماروں میں ایک سلسلہ "اخبار" بھی شروع کیا گیا جس میں ادارہ تحقیقات اسلامی میں ہونے والی سرگرمیوں سے قاری کو متعارف کروایا جاتا تھا۔ جب کبھی کوئی اہم علمی شخصیت ادارے کا دورہ کرتی یا ادارے میں کوئی سیمی نار یا لیکچر منعقد کروایا جاتا یا کسی قومی اور بین الاقوامی کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا، تو اس کی تفصیلات اور علمی سرگرمیوں کو "اخبار" میں جگہ دی جاتی۔ اسی طرح ادارے کی طرف سے جب کبھی اس کے رفقا کے اعزاز میں کوئی نشست جیسے عید ملن وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا، جس میں تمام احباب اپنے اہل و عیال کے ساتھ شریک ہوتے، تو اس طرح کی خبروں کو بھی مجلے کے اس حصے میں تصاویر کے ساتھ جگہ دی جاتی۔

سلسلۂ "اخبار" کو بعض اوقات "اخبار و افکار" کے نام سے شائع کیا جاتا تھا۔ "اخبار و افکار" کے عنوان کے تحت اہل علم افراد کی وفات کی خبریں بھی شائع کی جاتی تھیں۔ آگے چل کر ادارہ تحقیقات اسلامی نے اخبار کے سلسلے کو بند کر دیا اور اس کی جگہ ادارہ تحقیقات اسلامی سے ایک مستقل پرچہ "اخبار تحقیق" کے نام سے شائع ہونا شروع

۶۵- **فکر و نظر**، اسلام آباد ۲: ۸ (فروری ۱۹۶۵ء)، ۵۲۲-۵۲۸؛ اور ۲: ۱۱ (مئی ۱۹۶۵ء)۔

۶۶- **فکر و نظر**، اسلام آباد ۲: ۱۱ (مئی ۱۹۶۵ء)، ۷۰۹۔

۶۷- **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴: ۱۰ (اپریل ۱۹۶۷ء)، ۷۰۳۔

ہو گیا۔ اس پرچے میں ان تمام اخبار کو جگہ دی جاتی رہی ہے جو اردو زبان میں اسلامی علوم سے متعلق ہونے والی کسی بھی تحقیق سے متعلق ہوں یا وہ تمام پروگرام جو اہل علم کے لیے دل چسپی کا باعث ہوں ان کی تفصیل اس میں شائع کی جاتی رہی ہے۔ اسی طرح علوم اسلامیہ اور تحقیق اسلامی سے وابستہ کسی بھی اہل علم کی وفات کی خبر کو "یاد رفتگاں" کے نام سے اخبار تحقیق میں شائع کیا جاتا رہا۔ بد قسمتی سے چند سال سے اخبار تحقیق کی اشاعت بھی بند پڑی ہے، لہٰذا ادارے یا عالم اسلام میں علوم اسلامیہ پر ہونے والی تحقیق سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے دوسرے ذرائع سے معلومات حاصل کرنا پڑتی ہیں۔ حال ہی میں اس معلوماتی پرچے کے نئے مدیر کا تقرر ہوا ہے۔ ڈاکٹر حافظ آفتاب احمد کو یہ ذمے داری سونپی گئی ہے کہ وہ اخبار تحقیق کا دوبارہ اجرا کریں اور ادارہ تحقیقات اسلامی اور اس سے باہر ہونے والے علمی کاموں کو ایک بار پھر ادارے کے پلیٹ فارم سے اہل علم کے لیے پیش کریں۔ امید ہے یہ سلسلہ جلد ہی دوبارہ شروع ہو جائے گا؛ البتہ گذشتہ چند شماروں میں ایک بار پھر یہ کوشش کی گئی ہے کہ ایسی علمی نشستیں (کانفرنسیں) جو اپنے موضوع اور اس میں پڑھے گئے مقالات کے اعتبار سے اہم ہوں، ان کی سفارشات کو **فکر و نظر** میں شائع کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں "دوروزہ بین الاقوامی کانفرنس بہ عنوان: پاکستان میں مدارس کی تعلیم روایت و تغیرات" جو ۲۹۔۳۰ اپریل ۲۰۱۵ء کو بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان میں منعقد ہوئی تھی کی سفارشات کو جلد ۵۲ شمارہ ۳ (جنوری۔مارچ ۲۰۱۵ء) میں، اسی طرح "قومی سیمینار پاکستان میں اسلامی بینکاری اور فنانس: امکانیات و تحدیات" جو ۲۴ فروری ۲۰۱۶ء کو ادارہ تحقیقات اسلامی میں منعقد ہوا، کی سفارشات کو جلد ۵۳ شمارہ ۲ میں اور بین الاقوامی کانفرنس "فکر اسلامی کی تفہیم کے لیے مطلوبہ بیانیہ" جو ۲۸۔۲۹ اپریل، ۲۰۱۶ء کو بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان میں منعقد ہوئی، کی سفارشات کو جلد ۵۳ شمارہ ۳ (جنوری۔مارچ ۲۰۱۶ء) میں شائع کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ کبھی کبھار وفیات بھی شائع کر دی جاتی ہیں، مثلاً ڈاکٹر محمود احمد غازی جو ادارہ تحقیقات اسلامی کے ریسرچ فیلو سے لے کر بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی کے صدر کے عہدے تک فائز رہے کی وفات کے حوالے سے ایک مختصر تحریر جلد ۴۸ شمارہ ۱ (جولائی۔ ستمبر ۲۰۱۰ء) کے شمارے میں شامل کی گئی تھی، اسی طرح حکیم محمود احمد سرو سہارنپوری کی وفات پر ۲۰۱۲ء کے شمارہ ۴ میں ان کی زندگی کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

ابتدائی ایام میں جب **فکر و نظر** ماہ نامہ تھا تو کوشش کی جاتی تھی کہ بارہ کے بارہ شمارے علاحدہ رنگ کے سرورق کے ساتھ شائع کیے جائیں (تصاویر ۱)۔ جب جولائی ۱۹۸۴ء میں مجلہ سہ ماہی ہوا تو اس کا سرورق بھورے رنگ کا کر دیا گیا (تصویر ۲) جس پر دو سال تک اس کی اشاعت ہوتی رہی۔ پھر جولائی ۱۹۸۷ء سے اس کے سرورق کا ڈیزائن اور رنگ تبدیل کر کے اسے جامنی رنگ میں شائع کیا جانے لگا۔ جون ۱۹۹۲ء تک **فکر و نظر** کا یہی سرورق رہا

(تصاویر۳)۔ آگے چل کر جولائی۔ ستمبر ۱۹۹۲ء (سیرت نمبر) سے اس کا سرورق اور رنگ دونوں پھر سے تبدیل کر دیے گئے اور جون ۲۰۰۲ء تک اس کی اشاعت نیلے رنگ میں ہوتی رہی (تصاویر ۴)۔ جون ۲۰۰۲ء میں جو ڈیزائن اور رنگ تبدیل کیا گیا وہ ابھی تک جاری ہے، البتہ درمیان میں چھ شمارے، اکتوبر ۲۰۱۳ء تا دسمبر ۲۰۱۴ء گہرے نیلے رنگ میں شائع ہوئے (تصویر ۵)۔ اب **فکر نظر** اسی سرورق کے ساتھ شائع ہو رہا ہے البتہ اس کا رنگ تبدیل کر دیا گیا ہے (تصویر ۶)۔

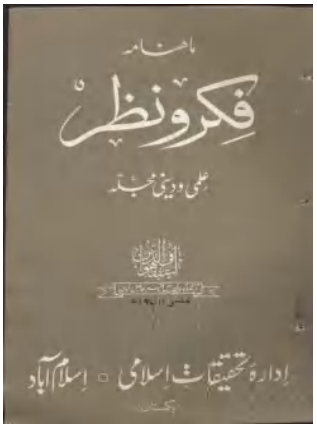

تصاویر ۱: **فکر و نظر** کے سن ۱۹۷۱ء کے شمارے جب ہر شمارے کے سرورق کی طباعت مختلف رنگ میں کی جاتی تھی۔

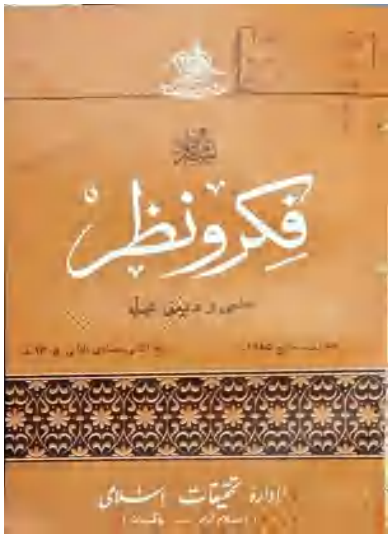

تصویر ۲: جولائی ۱۹۸۴ء تا جون ۱۹۸۶ء کے شماروں کا سرورق

تصاویر ۳: جولائی ۱۹۸۷ء تا جون ۱۹۹۲ء کے شماروں کا سرورق

تصاویر ۴: جولائی ۱۹۹۲ء تا جون ۲۰۰۰ء کے شماروں کا سرورق

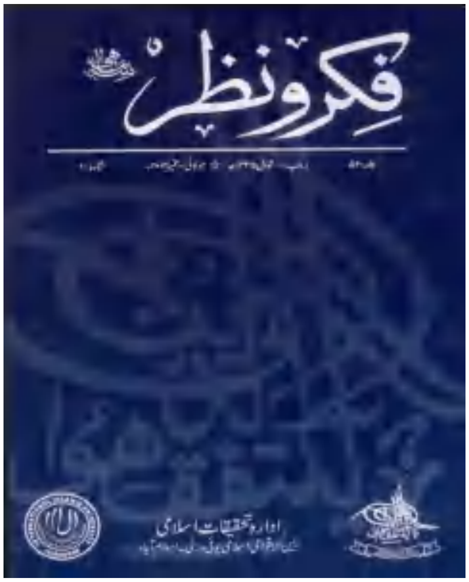

تصویر ۵: کچھ عرصے کے لیے **فکرونظر** کا سرورق یہ رہا

تصویر ۶ : فکرونظر کا موجودہ سرورق

انتخاب

"انتخاب" کے نام سے معاشرتی مسائل سے متعلق مشہور اہل دانش کی مختصر تحریریں جو عصر حاضر کے مسائل پر سلگتی ہوئی بحث کرتی تھیں پیش کی جاتی تھیں۔ یہ سلسلہ بھی چند سال تک جاری رہا اور پھر **فکرونظر** اس سلسلے کو جاری نہ رکھ سکا۔ اول ایام میں جن معاشرتی مسائل کی طرف توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی گئی ان میں "تقلید جامد" از کرنل ڈاکٹر خواجہ عبد الرشید؛ "کرایہ داری اور تقوی" از جعفر شاہ پھلواروی؛ "ذبیحہ اہل مغرب" از محمد مرزا منور علی بیگ ابن گیسو دراز؛ "موجودہ مسائل کا حل" از محمد تقی امینی؛ اور "قرآن و سنت میں اخلاق" از ڈاکٹر محمد عبد الحق انصاری اور ایسے دوسرے مضامین شامل رہے ہیں۔ یہ عموماً وہ تحریریں ہوا کرتی تھیں جو کسی اور مجلے، جریدے یا رسالے میں پہلے سے شائع ہو چکی تھیں، مگر ادارہ انھیں دوبارہ قارئین تک پہنچانا اہم سمجھتا تھا۔ یہ سلسلہ ستمبر ۱۹۶۶ء (۴: ۳) تک مستقل رہا، اس کے بعد کبھی کبھار کسی شمارے میں کوئی ایسی تحریر شائع کر دی جاتی مگر "مستقل فیچر" کی حیثیت ختم ہو گئی۔

انتقاد، تبصرۂ کتب اور نقد و تبصرہ

تبصرۂ کتب کے لیے بھی **فکرونظر** نے اپنے قیمتی صفحات کو ہمیشہ مبصرین کی خدمت کے لیے حاضر رکھا ہے۔ ابتدا میں تبصرہ کتب کو "انتقاد" کے نام سے پیش کیا جاتا تھا۔ ابتدائی رسالوں میں ایک شمارے میں عموماً ایک

ہی کتاب پر تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا تھا۔ ''انتقاد'' کا یہ سلسلہ اپریل ۱۹۶۳ء(جلد ۱: شمارہ ۱۰) میں شروع ہوا اور اپریل ۱۹۷۲ء(۹: ۱۰) تک جاری رہا۔ اس کے بعد مئی ۱۹۷۲ء(۹: ۱۱) سے اس سلسلے کو ''تعارف و تبصرہ'' کے نام سے پیش کیا جانے لگا۔ اب اس میں عموماً ایک سے زائد کتابوں پر تبصرہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے کو کبھی ''تبصرہ کتب'' اور کبھی ''تعارف کتب'' کے ناموں سے بھی پیش کیا گیا ہے۔ آج کل یہ سلسلہ ''نقد و تبصرہ'' کے نام سے جاری ہے۔ نقد و تبصرہ والا حصہ کسی بھی تحقیقی مجلے کا ایک لازمی جزو شمار کیا جاتا ہے۔ اس ذریعے سے شائقین علم کو کتب سے متعلق فوری آگاہی حاصل ہوتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی جان لیتے ہیں کہ اس نئی چھپنے والی کتاب کے بارے میں اہل علم کیا رائے رکھتے ہیں۔ کیا یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے درسی کتب میں شامل کیا جائے یا ابھی اس میں اصلاح کی گنجائش موجود ہے۔ اس تبصرۂ کتب کا فائدہ مصنفین کو بھی بہت پہنچتا ہے۔ اس ذریعے سے کتاب لکھنے والے کو اس میں موجود خامیوں اور خوبیوں کا اندازہ ہو جاتا ہے جسے وہ آئندہ کی طباعت میں درست کر سکتا ہے یا مزید بہتر رائے قائم کر سکتا ہے۔ **فکر و نظر** میں اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر شمارے میں کسی نہ کسی اہم کتاب پر تبصرہ پیش کیا جائے، البتہ حالیہ چند سالوں میں بعض شمارے ایسے بھی شائع ہوئے ہیں جن میں کتب پر نقد اور تبصرہ پیش نہیں کیا جا سکا، امید ہے مدیران **فکر و نظر** اس سلسلے کو باقاعدگی سے جاری رکھیں گے۔ ذیل میں بعض مشہور کتب جن پر فکر و نظر میں تبصرہ یا نقد شائع کیا گیا ہے پیش کی جا رہی ہیں:

اختلافات امت رحمت ہے یا زحمت از علامہ تمنا عمادی، تبصرہ نگار پروفیسر محمد مسلم۔[۶۸] **اصول السرخی** از امام السرخی، تبصرہ نگار مولانا قاضی اظہر۔[۶۹] **اختلاف أبي حنيفه وأبي يعلى** از قاضی ابو یوسف، تبصرہ نگار قاضی اطہر۔[۷۰] جلال الدین السیوطی کی **الإتقان في علوم القرآن** کا اردو ترجمہ از محمد حلیم انصاری؛ اس پر ادارے نے بغیر کسی تبصرہ نگار کے نام کے تبصرہ پیش کیا ہے۔[۷۱] **كتاب الكافي فى فروع الحنفية** از الحاکم الشہید، تبصرہ نگار سید عبد القدوس ہاشمی۔[۷۲] **اسلام اور سود** از ڈاکٹر انور اقبال قریشی، تبصرہ نگار ڈاکٹر محمد صغیر حسن

۶۸۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۲: ۵-۶ (نومبر-دسمبر ۱۹۶۴ء)، ۳۹۰- ۳۹۲۔

۶۹۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴: ۹ (مارچ ۱۹۶۷ء)، ۶۲۷۔

۷۰۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴: ۹ (مارچ ۱۹۶۷ء)، ۶۲۶۔

۷۱۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۶: ۱۰ (مارچ ۱۹۶۹ء)، ۷۱۷- ۷۲۰۔

۷۲۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۹: ۱ (جولائی ۱۹۷۱ء)، ۲۴- ۳۲۔

معصومی۔(۷۳) **امام فخر الدین رازی کی ایک نادر تصنیف** از فخر الدین رازی، تبصرہ نگار ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی۔(۷۴) **انسائیکلوپیڈیا آف اسلام**، پنجاب یونی ورسٹی لاہور، تبصرہ نگار عبد الماجد دریا آبادی۔(۷۵) **ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں** از محمد سالم قدوانی، تبصرہ نگار محمد طفیل۔(۷۶) **بائبل کیا ہے؟** از محمد تقی عثمانی، تبصرہ نگار محمود احمد غازی۔(۷۷) **پاکستانی کی نظریاتی بنیادیں** از ڈاکٹر وحید قریشی، تبصرہ نگار محمد طفیل،(۷۸) **تذکرہ علی بن عثمان ہجویری** از نسیم چوہدری، تبصرہ نگار طفیل احمد قریشی،(۷۹) **كتاب الفقه على المذاهب الأربعة** از عبد الرحمن الجزیری مترجم منظور احسن عباسی، تبصرہ نگار احمد حسن،(۸۰) **تذکرہ مصنفین درس نظامی** از اختر راہی، تبصرہ نگار خالد مسعود،(۸۱) **احوال و آثار شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی** از شمیم محمود زیدی، تبصرہ نگار سید علی رضا نقوی۔(۸۲) **تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی** از محمد منظور نعمانی، تبصرہ نگار محمود احمد غازی۔(۸۳) **معارف فریدیہ، دیوان بابا فرید الدین گنج شکر** از ظہور احمد اظہر، تبصرہ نگار محمد احمد منیر۔(۸۴) **الموسوعة القضائية** اسلامی عدالتوں کے فیصلوں پر مبنی انسائیکلوپیڈیا از فلاح فاونڈیشن ریسرچ کمیٹی، تبصرہ نگار محمد طاہر منصوری۔(۸۵) **ضیاء النبی** از پیر محمد کرم شاہ، تبصرہ نگار محمد طفیل۔(۸۶) *The Only Son Offered for Sacrifice Issac or Ishmael* از

۷۳۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۱۰: ۲ (اگست ۱۹۷۲ء)، ۱۱۸۔ ۱۱۹۔

۷۴۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۷: ۴ (اکتوبر ۱۹۶۹ء)، ۲۷۶۔ ۲۸۸۔

۷۵۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۶: ۸ (فروری ۱۹۶۹ء)، ۶۲۸۔

۷۶۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۱۵: ۱۰ (اپریل ۱۹۷۸ء)، ۵۸۔ ۶۳۔

۷۷۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۱۱: ۵ (نومبر ۱۹۷۳ء)، ۳۰۱۔ ۳۰۳۔

۷۸۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۱۱: ۸ (فروری ۱۹۷۴ء)، ۴۹۹۔ ۵۰۰۔

۷۹۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۱۲: ۵ (نومبر ۱۹۷۴ء)، ۳۱۳۔ ۳۱۵۔

۸۰۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۱۲: ۹ (مارچ ۱۹۷۵ء)، ۵۵۲۔ ۵۵۷۔

۸۱۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۱۳: ۷ (جنوری ۱۹۷۶ء)، ۶۱۷۔ ۶۱۸۔

۸۲۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۱۴: ۱ (جولائی ۱۹۷۶ء)، ۷۶۔ ۷۷۔

۸۳۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۲۱: ۱۲ (جون ۱۹۸۴ء)، ۷۳۔ ۷۵۔

۸۴۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴۴: ۱ (جولائی۔ ستمبر ۲۰۰۶ء)، ۱۳۱۔ ۱۳۷۔

۸۵۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴۱: ۲ (اکتوبر۔ دسمبر ۲۰۰۳ء)، ۱۰۵۔ ۱۰۸۔

۸۶۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۳۱: ۴ (اپریل۔ جون ۱۹۹۴ء)، ۱۲۵۔ ۱۳۱۔

عبد الستار غوری، تبصرہ نگار محمد طاہر منصوری۔[۸۷] **حدود آرڈیننس: حقیقت اور افسانہ** از سید عزیز الرحمٰن، تبصرہ نگار محمد احمد منیر۔[۸۸] **بدایة المجتهد ونهایة المقتصد** از ابن رشد القرطبی، اردو ترجمہ عبید اللہ فہد فلاحی، تبصرہ نگار محمد طاہر منصوری۔[۸۹] **مسلم نشاۃ ثانیہ: اساس اور لائحہ عمل** از محمد امین، تبصرہ نگار محمد احمد منیر۔[۹۰] *The Image of the Prophet Muhammad (PBUH) in the West* by Jabal M. Buaben تبصرہ نگار محمود احمد غازی۔[۹۱] **برصغیر میں مطالعہ قرآن (بعض علماء کی تفسیری کاوشوں کا جائزہ)** از محمد رضی الاسلام ندوی، تبصرہ نگار حافظ احمد حماد۔[۹۲]

جہاں **فکر و نظر** میں کتب پر عمومی تبصرے شائع کیے جاتے رہے ہیں وہیں بعض اوقات مبصرانہ مقالے، جنھیں انگریزی میں Review Article کہتے ہیں، بھی شائع کیے گئے۔ ان مقالات میں ایک اہم مضمون سمیہ اطہر صاحبہ کا ریویو آرٹیکل ہے جو انھوں نے مشہور برطانوی غیر مسلم سیرت نگار اور *Muhammad: A Biography of the Prophet* کی مصنفہ کیرن آرم سٹرانگ کی سیرت سے متعلق مختلف کتب اور مقالات کے جائزے کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔[۹۳] اس تجزیاتی اور مبصرانہ مقالے میں کیرن آرم سٹرانگ کی سیرت سے متعلق ان آرا کو پیش کیا گیا ہے جو ایک لحاظ سے مستشرقین کے سیرت پر کیے گئے اعتراضات کا جواب ہیں۔ اس میں آرم سٹرانگ کی سیرت نبوی کے بیان کے وقت عقیدت اور احترام کے اظہار، قرآن کریم کی جامعیت اور اس کے محفوظ ہونے کا اقرار، اسلامی عبادات اور تعلیمات کی تحسین، مسئلہ تعدد ازواج نبی کی علت، اسلام میں حقوق نسواں پر معتدل رائے، نبی کریم کے بارے میں استعمال کیے گئے لفظ امی پر اسلام سے مطابقت رکھتی سیر حاصل

۸۷۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴۲:۳ (جنوری۔مارچ ۲۰۰۵ء)، ۱۷۵۔ ۱۷۸۔

۸۸۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴۵: ۲ (اکتوبر۔دسمبر ۲۰۰۷ء)، ۱۲۷۔ ۱۳۴۔

۸۹۔ محمد طاہر منصوری، "بدایة المجتهد ونهایة المقتصد از ابن رشد القرطبی، اردو ترجمہ عبید اللہ فہد فلاحی"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۴۲: ۴، ۴۳: ۱ (اپریل۔ستمبر ۲۰۰۵ء)، ۳۶۳۔ ۳۶۹۔

۹۰۔ محمد احمد منیر، "مسلم نشاۃ ثانیہ: اساس اور لائحہ عمل از محمد امین"، **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۴۲:۳ (جنوری۔مارچ ۲۰۰۵ء)، ۱۷۹۔ ۱۸۲۔

۹۱۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۳۷:۱ (جولائی۔ستمبر ۱۹۹۹ء)، ۱۶۱۔ ۱۷۰۔

۹۲۔ **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴۸:۲ (اکتوبر۔دسمبر ۲۰۱۰ء)، ۱۵۳۔ ۱۶۰۔

۹۳۔ سمیہ اطہر، "کیرن آرم سٹرانگ (Karen Armstrong) اور مطالعہ سیرت"، **فکر و نظر، خصوصی اشاعت: سیرت نگاری میں جدید رجحانات**، اسلام آباد، ۴۹: ۲۔۳ (اکتوبر۔دسمبر ۲۰۱۱ء، جنوری۔مارچ ۲۰۱۲ء)، ۲۶۳۔ ۳۰۹۔

بحث، حدیث الغرانیق پر مستشرقین کو دیا گیا جواب اور واقعہ اسرا و معراج سے متعلق مصنفہ کی آرا کا جائزہ شامل ہیں۔ اس اسلوب پر تحریر کیا گیا یہ ایک منفرد مقالہ ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اس اسلوب پر مزید مقالے **فکرو نظر** میں شامل کیے جائیں، تاکہ کسی ایک موضوع پر کیے جانے والے کام کا جائزہ ایک ہی جگہ پر جمع ہو جائے۔ اس طرز کے مقالے شائقین علم کے لیے لٹریچر ریویو کا کام بھی کرتے ہیں اور ان پہلوؤں کو بھی اجاگر کرتے ہیں جن پر مزید کام کی ضرورت ہوتی ہے۔

فکرو نظر کی طباعت اور تقسیم

فکرو نظر پچھلے پچپن سال سے مسلسل شائع ہو رہا ہے البتہ مختلف ادوار میں اس کی طباعت اور تقسیم کی تعداد مختلف رہی ہے۔ ذیل میں پیش کیے گئے گراف سے یہ اندازہ لگانا آسان ہو جاتا ہے کہ یہ مجلہ کس دور میں کس تعداد میں شائع ہوتا رہا ہے۔ اگرچہ اس وقت ۲۰۱۷ء کا آخری شمارہ شائع ہو رہا ہے، جب کہ اس گراف میں صرف ۲۰۱۵ء تک کی معلومات پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجلے کی طباعت اور تقسیم سے متعلق معلومات اکٹھی کرنا خاصا مشکل کام تھا۔ ادارے کے مخزن میں سے وہ رجسٹر تلاش کرنے جن پر ۱۹۶۲ء کا ریکارڈ درج تھا، جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ دو ماہ کی طویل اور ان تھک کوشش کے بعد وہ ریکارڈ تو مل گیا مگر چوں کہ یہ معلومات ایک سے زائد رجسٹروں میں درج تھیں لہٰذا ان کا تقابل بھی ایک اہم مرحلہ تھا۔ اس کے علاوہ ۲۰۱۶ء اور ۲۰۱۷ء کے حوالے سے مجلے کی طباعت اور تقسیم کی معلومات ابھی تک رجسٹر میں درج نہیں کی جاسکیں، جس کی ایک وجہ شعبۂ مطبوعات کے عاملین میں سے کچھ افراد کے ریٹائر ہو جانے اور ان کا متبادل نہ آسکنا بھی ہے۔ ان تمام اسباب کی بنا پر راقم کو ۲۰۱۵ء تک کی معلومات پر ہی اکتفا کرنا پڑا۔ اس تعداد پر نگاہ دوڑانے کے بعد یہ سوال لازماً ذہن میں آتا ہے کہ مجلہ اپنے ابتدائی ایام میں ایک ہزار کی تعداد میں چھپتا رہا، پھر اچانک اس کی طباعت کم کیوں ہو گئی۔ لازمی طور پر اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ابتدا میں ادارے نے ایک ہزار کی تعداد اندازے سے مقرر کی تھی مگر بعد میں اس کی خریداری اور اعزازی کاپیوں کی تقسیم کی کل تعداد کے جائزے سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کی اشاعت اتنی ہی کی جائے جتنی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض ادوار میں اس کی طباعت انتہائی کم تعداد میں ہوتی رہی ہے، جس کی وجہ یقیناً اس کے معیار میں کمی اور نتیجتاً فروخت میں کمی کا واقع ہونا تھا۔ ایک تیسری وجہ ادارے کے مالی حالات بھی رہے ہیں۔ جس دور میں ادارے کے مالی حالات ناگفتہ بہ رہے، اس دور میں مجلات کی کم تعداد شائع ہوتی رہی۔ البتہ جہاں مجلہ بہت زیادہ تعداد میں شائع ہوا نظر آتا ہے وہ اس کے خصوصی شمارے ہیں؛ خاص کر سیرت نمبر وغیرہ

وہ خاصی تعداد میں شائع کیا جاتا رہا ہے۔ آج کل **فکرونظر** تقریباً چار سو کی تعداد میں شائع کیا جارہا ہے۔ امید ہے جلد ہی اس سے متعلق معلومات دست یاب ہو جائیں گی جنھیں آئندہ کی کسی تحریر میں شامل کر لیا جائے گا۔

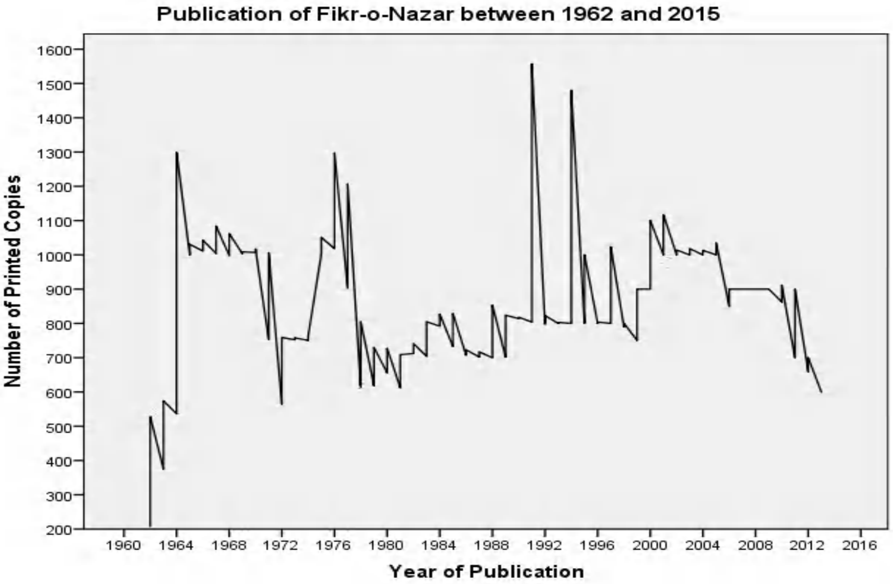

فکرونظر کے موضوعات اور خصوصی شمارے[۹۴]

فکرونظر کن موضوعات پر مقالے شائع کرنے کو ترجیح دیتا ہے یا وہ کون سے موضوعات ہیں جن پر زیادہ تر مقالات شائع ہوئے ہیں یہ ایک انتہائی اہم نکتہ ہے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کے مجلات کی اشاعت میں ایک رہ نما اصول یہ رہا ہے کہ اس میں ہر اس موضوع پر مقالات شائع کیے جائیں، جس کا تعلق علوم اسلامیہ کے کسی پہلو سے ہو؛ البتہ نو موضوعات ایسے ہیں جن پر تحریر مقالات کی خصوصی طور پر ترغیب دی جاتی ہے: ۱–قرآن مجید، اس کی تاریخ و تفسیر اور اس کی فنی و علمی مباحث، ۲– حدیث و سنت، اس کی تاریخ، متون، اصول اور اس فن کا اطلاق، ۳–فقہ و اجتہاد، اس کی تاریخ، روایت، اصول، ارتقا، اطلاق اور فقہ الاقلیات، ۴–تاریخ اسلامی، اس کے مصادر، مباحث، جدید علم تاریخ اور اسلامی تاریخ، ۵۔ اسلامی تہذیب، اس کی تاریخ، موضوعات اور اس سے متعلقہ عصری مباحث، ٦۔ اسلام اور مغرب، اس کی علمی و فکری روایات، تہذیبی تقابل اور اس تعلق سے پیدا شدہ عصری

۹۴– فکرونظر کے خصوصی شماروں کی ایک فہرست جو ن ۲۰۰۵ تک کے خصوصی شماروں کے مشمولات پر مشتمل ہے ادارے کے سینئر پروف ریڈر اعجاز احمد نے مرتب کی تھی دیکھیے: **فکرونظر** ۴۵:۳ (جنوری تا مارچ ۲۰۰۸ء)، ۱۵۳تا۱٦۷۔

مسائل، ۷- اسلام اور فنون لطیفہ، ان سے متعلق اسلامی تعلیمات، تعامل، مذہب اور جمالیات کا باہمی تعلق، تقابل اور ادب، ۸- اسلام اور جدید مباحث، خصوصاً بین الاقوامی معاہدے، جغرافی حد بندی، عالمی معیشت، عالم گیریت، حقوق انسانی، خواتین کا سماجی و سیاسی کردار، ۹- مطالعۂ ادیان، اس کی تاریخ اور اس سے متعلق مذہبی رجحانات۔

فکر و نظر کی سابقہ جلدوں کا موضوعات کے اعتبار سے جائزہ لینے کے لیے فکر و نظر کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: پہلا دور اس کی ابتداء یعنی جولائی ۱۹۶۳ء سے جون ۱۹۷۸ تک کا ہے۔ دوسرا دور جولائی ۱۹۷۸ تا جون ۱۹۹۳ء جب کہ تیسرا دور جولائی ۱۹۹۳ء تا حال ہے۔ ان ادوار کے اعتبار سے **فکر و نظر** کی جلدوں کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دور میں سب سے زیادہ اہمیت اقبالیات کے موضوع کو حاصل رہی ہے۔ ابتدائی دور میں اقبالیات پر سب سے زیادہ مقالات کا شائع ہونا مناسب معلوم ہوتا ہے کیوں کہ ادارہ تحقیقات اسلامی کا قیام اقبال ہی کی فکر کا نتیجہ تھا، لہٰذا یہ ضروری تھا کہ اس فکر کے ہر پہلو کو قارئین اور محققین تک علمی انداز میں پہنچایا جائے۔ اقبالیات کے موضوع پر کثیر تعداد میں مقالات کی اشاعت کا دوسرا سبب یہ تھا کہ کسی بھی مفکر کی فکر پر زیادہ کام عموماً اس کی وفات کے بعد ہی شروع ہوتا ہے، اقبال کی فکر پر تحقیقات کا حال بھی اس اصول سے مستثنیٰ نہیں۔

دوسرا اہم موضوع جس پر **فکر و نظر** میں اس کے پہلے دور میں کثیر تعداد میں مقالات شائع کیے گئے، وہ شخصیات ہے۔ اسلامی دنیا کی معروف شخصیات پر بے شمار تحقیقی مقالات **فکر و نظر** کا حصہ بنتے رہے ہیں۔ اگرچہ شخصیات پر مقالات کی تعداد اقبالیات پر مقالات سے زیادہ ہے، لیکن راقم نے اس موضوع کو دوسرے درجے میں اس لیے رکھا ہے کہ شخصیات پر تحریر کیے گئے مقالات کو بعض دوسرے موضوعات کے تحت بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً مقالہ "ابو جعفر الداودی اور ان کی تصنیف کتاب الاموال" از ابو المحسن محمد شرف الدین کو معاشیات کے موضوع کے ضمن میں بھی ذکر کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صغیر حسن معصومی کا مقالہ "شاہ ولی اللہ کا نظریۂ تقلید" کو اگر فقہ اسلامی کے موضوع کے تحت شمار کیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ سیرت النبی ﷺ، قرآنی علوم، خاندان سے متعلق احکام، اسلامی معیشت، اسلامی معاشرہ اور اسلامی ممالک جیسے موضوعات پر تحقیقات طبع کی جاتی رہی ہیں۔ حدیث اور تفسیر کے موضوعات بہت زیادہ زیر بحث نہیں لائے گئے، البتہ ایک مناسب تعداد میں پہلے دور میں ان موضوعات پر بھی مقالات چھپتے رہے ہیں۔

فکر و نظر کے پہلے پچیس سالہ دور میں فقہ اسلامی کے مختلف موضوعات، جن کا تعلق براہ راست معاشرتی مسائل سے تھا، پر مقالات شائع ہوتے رہے ہیں جس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ پہلے دور کے مدیران کا رجحان معاشرتی مسائل کے حل کی طرف تھا۔ البتہ اجتہاد کے موضوع کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے جو اس بات کا اشارہ

ہے کہ **فکرو نظر** کی بھرپور کوشش رہی ہے کہ عصر حاضر میں اجتہاد کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے اور عالم اسلام کو باور کرایا جائے کہ موجودہ دور کی تحدیات کا مقابلہ کرنے کا واحد حل اجتہاد ہے۔ سائنس اور سیاسیات کے موضوعات پر بھی چند مقالات شائع ہوتے رہے ہیں۔

اس کے برعکس دوسرے اور تیسرے دور میں فقہ اسلامی کے موضوع کو کافی اہمیت حاصل رہی ہے۔

خصوصی شمارے

فکرو نظر اب تک، بشمول موجودہ یوم تاسیس نمبر جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، بیس (۲۰) خصوصی شمارے شائع کر چکا ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

سیرت النبی ﷺ نمبر	اپریل-مئی ۱۹۷۵ء	(۱۲: ۱۰-۱۱)
یہ **فکرو نظر** کا پہلا خصوصی شمارہ تھا جو ولادت النبی ﷺ کی مناسبت سے ربیع الاول کے مہینے میں شائع کیا گیا تھا۔ اس شمارے کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں بیش تر مضامین، سوائے چند مضامین کے، ادارے کے رفقا نے تحریر کیے تھے۔ ڈاکٹر عبدالواحد جنید ہالے پوتہ اس وقت ادارے کے سربراہ تھے اور انھی کی ہدایت اور نگرانی میں یہ خصوصی شمارہ شائع کیا گیا تھا۔ ادارت کے فرائض ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی سرانجام دے رہے تھے۔ اس شمارے میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مضامین کے علاوہ آپ ﷺ کے پیغام رسالت کی عہد جدید کے مسائل کے حوالے سے معنویت پر بھی جامع مضمون شامل کیا گیا تھا جو ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی نے خود تحریر کیا تھا۔ دوسرے مضامین جو اس شمارے کی زینت بنے ان میں "نبی کریم غیر مسلموں کی نظر میں" از محمد خالد مسعود؛ "رسول اللہ بحیثیت ایک مدبر" از محمود احمد غازی؛ "انسان کامل" از عبدالرحیم اشرف بلوچ؛ "استانبول میں تبرکات نبوی" از ثروت صولت؛ اور "انقلاب نبوی" از ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتہ شامل تھے۔		
حج نمبر	ستمبر ۱۹۷۵ء	(۱۳: ۳)
فکرو نظر کا حج نمبر ادارہ تحقیقات اسلامی کے وزارت مذہبی امور کے ساتھ انتظامی الحاق کے بعد شائع ہونے والا دوسرا خصوصی شمارہ تھا۔ اس خصوصی شمارے کی اشاعت اس لیے بھی ممکن ہو سکی، کیوں کہ اس وقت کے وزیر برائے مذہبی امور مولانا کوثر نیازی، جن کی ذمے داریوں میں سے ایک امور حج کا انتظام اور نگرانی ہوتا ہے، وہی ادارہ تحقیقات اسلامی کے چیئرمین بھی تھے۔ اس شمارے کے مدیر ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی نے بڑی دیانت داری سے اعتراف کیا تھا کہ "حج ایک ایسا موضوع ہے جس پر پہلے سے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اب		

لکھنے کے لیے کوئی نئی بات نہیں رہی۔"(۹۵) لیکن ساتھ ہی اس شمارے کی اشاعت کا مقصد واضح کر دیا کہ اس تکرار کی وجہ "عازمین حج کی دینی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ عامۃ المسلمین کو حج کے مختلف پہلوؤں پر عام فہم زبان میں مفید مواد فراہم کرنا ہے۔"(۹۶) اس خصوصی شمارے کی اشاعت اس لیے بھی ممکن ہو سکی کیوں کہ اس وقت کے وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مولانا کوثر نیازی، جن کی ذمے داریوں میں سے ایک امور حج کا انتظام اور نگرانی ہوتا ہے، وہی ادارہ تحقیقات اسلامی کے چیئرمین بھی تھے۔ اس شمارے میں علمی اور تحقیقی مقالات، جو حج کے مختلف پہلوؤں پر تحریر کیے گئے تھے، کے علاوہ پاکستانی حکومت کی اس وقت کی حج پالیسی اور وزارت حج سعودی عرب کی جاری کردہ ہدایات حج بھی شائع کی گئی تھیں۔ اس شمارے کے علمی اور تحقیقی مقالات کا مواد تو پہلے بھی کسی نہ کسی صورت میں شائع ہو چکا تھا، البتہ جو مضمون اس شمارے میں ایک نیا اضافہ تھا، وہ سید حبیب الحق ندوی کا سفر نامہ "نیویارک سے مکہ تک" تھا۔ یہ دل چسپ مضمون ایک غیر اسلامی ریاست سے سفر حج کرنے کی داستان پر محیط ہے اور اس انداز میں تحریر کیا گیا گویا آپ خود اس سفر پر رواں دواں ہیں۔ مصنف نے اپنی قلبی جذبات کا اشعار کی صورت میں جابجا اظہار کیا ہے۔		
یوم تاسیس نمبر	مئی ۱۹۷۶ء	(۱۳: ۱۱)
مئی ۱۹۷۶ء میں پہلی دفعہ ادارہ تحقیقات اسلامی کا یوم تاسیس منایا گیا۔ اس یوم تاسیس کی مناسبت سے ادارے کے مجلات نے خصوصی ضمیمے شائع کیے، جب کہ **فکر و نظر** کے مئی کے شمارے کو خصوصی اشاعت کا درجہ دے کر یوم تاسیس نمبر شائع کیا گیا۔ اس شمارے کی اشاعت میں ادارے کے چیئرمین مولانا کوثر نیازی کی خصوصی کاوشیں شامل تھیں۔ اس شمارے میں جن موضوعات پر قلم اٹھایا گیا ان میں عمومی مسائل تحقیق، تحقیقات اسلامی اور ادارہ تحقیقات اسلامی کے مختلف پہلوؤں پر مستند مواد اکٹھا کر کے شائع کیا گیا۔ اگرچہ اس شمارے کے تمام ہی مضامین اہمیت کے حامل ہیں لیکن جناب پیر محمد حسن کا مضمون "مستشرقین کی تحقیقات پر تحقیق کی ضرورت" ایک اچھا تحقیقی مضمون ہے۔ پیر صاحب نے اس مضمون میں جہاں مستشرقین کے اس کام کو سراہا ہے کہ انھوں نے اسلامی علوم کی کتب، لغات اور معاجم کو آسان اور جدید بنایا ہے(۹۷) وہیں انھوں نے حوالوں کے ساتھ ان بے شمار تدلیسات		

۹۵۔ **فکر و نظر**، حج نمبر، ۱۳: ۳ (ستمبر ۱۹۷۵ء)، ۱۱۵۔

۹۶۔ **فکر و نظر**، حج نمبر، ۱۳: ۳ (ستمبر ۱۹۷۵ء)، ۱۱۵۔

۹۷۔ **فکر و نظر**، یوم تاسیس نمبر، ۱۳: ۱۱ (مئی ۱۹۷۶ء)، ۴۳۔

کی شان دہی کی ہے جہاں مستشرقین نے اپنی مرتب کردہ لغت کی کتب میں آیات قرآنی کو یا تو بدل دیا ہے یا کسی لفظ کا ترجمہ بطور اصل پیش کر دیا ہے۔[۹۸] پیر محمد حسن کا یہ مضمون اصول تحقیق کی عملی صورت ہونے کے ساتھ ساتھ محققین میں نقد کا ہنر پیدا کرنے کے ضرورت پر بھی زور دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اس شمارے میں ادارہ تحقیقات اسلامی کا مقصد و منہاج، ادارے کا اجمالی تعارف، ادارے کی مطبوعات کا اس کے مقاصد کی روشنی میں جائزہ، ادارے کے مجلات کا تعارف، ادارے کی لائبریری کا جائزہ اور اس میں موجود علمی نوادر یعنی مخطوطات، عکسیات اور مصورات کی تفصیل بھی شامل کی گئی ہے۔		
سیرت النبی ﷺ نمبر	مارچ ۱۹۷۶ء	(۱۳: ۹)
میلاد النبی کی مناسبت سے پچھلے سال کی طرح ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ کو بھی سیرت النبی ﷺ نمبر شائع کیا گیا۔ یہ سال سیرت النبی کے حوالے سے پاکستان میں خاصا اہم تھا، کیوں کہ اس سال پہلی بار حکومتی سطح پر عید میلاد النبی منانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ادارے کی جانب سے اس سال تینوں مجلات نے سیرت النبی کے حوالے سے خصوصی شمارے شائع کیے تھے۔ **فکر و نظر** کے مدیر ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی کا تحریر کردہ "نظرات" اس حوالے سے اہم تحریر ہے جو ان تمام تقریبات کا احاطہ کرتی ہے جو اس وقت منعقد کی گئیں۔ اس شمارے میں جن اہل علم کے مضامین شائع ہوئے ان میں مولانا کوثر نیازی، ڈاکٹر محمد خالد مسعود، حکیم محمد سعید، نذیر الحق میرٹھی، محمد سعود، حافظ محمد یونس اور جی اے حق محمد قابل ذکر ہیں۔		
اقبال نمبر	اپریل-مئی ۱۹۷۹ء	(۱۶: ۱۰-۱۱)
جیسا کہ دوسرے مضامین میں یہ بات تفصیل سے ذکر کی گئی ہے کہ ادارہ تحقیقات اسلامی علامہ اقبال کے نظریات کا مرہون منت ہے، اقبال کی پیدائش کو سو سال سے زائد کا عرصہ مکمل ہو جانے کی مناسبت سے ادارے نے اقبال کے نظریات اور افکار کو اجاگر کرنے کی غرض سے یہ اقبال نمبر شائع کیا۔ اس شمارے کے اداریے میں اقبال کے جماعت اور ملت کے تصور کو واضح کرتے ہوئے اقبال کے فلسفۂ قوت اور عشق و عقل کی آویزش کے تصورات کو دوبارہ اجاگر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس شمارے کے مضامین میں "آمریت اور استبداد کے خلاف اقبال کا فکر جہاد" از ڈاکٹر محمد ریاض، "علامہ اقبال اسلامی نشاۃ ثانیہ کا علمبردار" از ممتاز لیاقت اور "اقبال اور مسلم لیگ" از آغا حسین ہمدانی جیسے مضامین شامل ہیں۔ اسے مظہر الدین صدیقی کی ادارت میں شائع کیا گیا تھا۔ جو چیز اس شمارے میں		

۹۸- **فکر و نظر، یوم تاسیس نمبر**، ۱۳: ۱۱ (مئی ۱۹۷۶ء)، ۴۴-۴۸۔

بے جوڑ سی معلوم ہوتی ہے وہ تبصرۂ کتب والا حصہ ہے۔ بہتر ہوتا ہے کہ اس شمارے میں علامہ اقبال، ان کے افکار یا ان کی شاعری سے متعلق کسی کتاب پر تبصرۂ پیش کیا جاتا لیکن اس خصوصی شمارے میں مفتی رفیع عثمانی کی تالیف ”فقہ میں اجماع کا مقام“ پر ڈاکٹر احمد حسن کا تبصرہ شامل کر دیا گیا۔

سیرت ﷺ نمبر	فروری ۱۹۸۰ء	(۱۷: ۸)

چودھویں صدی ہجری کے آخری سال کی ابتدا کی نسبت سے ربیع الاول ۱۴۰۰ھ میں یہ سیرت نمبر شائع کیا گیا تھا۔ اس شمارے میں جو مضامین شامل کیے گئے، ان میں دوسرے مضامین کے علاوہ ”نبی کریم بحیثیت معلم اخلاق“ از پیر محمد کرم شاہ، ”بلوچستان میں اشاعت اسلام وادبیات سیرت“ از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ”حب رسول کی دینی اہمیت“ از علامہ سید محمود احمد رضوی اور ”سیرۃ النبی کے عملی تقاضے“ از جی اے حق محمد شامل ہیں۔

ہجری نمبر (حصہ اوّل، حصہ دوم، حصہ سوم)	دسمبر ۱۹۸۰ء، جنوری ۱۹۸۱ء، فروری ۱۹۸۱ء	(۱۸: ۶)، (۱۸: ۷)، (۱۸: ۸)

پندرھویں صدی ہجری کے آغاز کی مناسبت سے **فکر و نظر** کا خصوصی ہجری نمبر تین حصوں میں شائع کیا گیا تھا۔ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ کے اس شمارے کو خطی کتابت سے ہٹ کر ٹائپ میں چھاپا گیا تھا۔ شمارے کی ایک خاصیت یہ بھی تھی کہ آئندہ سے رسالے کو قمری مہینوں کے لحاظ سے شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ یہ سلسلہ چند سال تک جاری رہا، مگر بعد میں تکنیکی وجوہات کی بنا پر اسے دوبارہ عیسوی مہینوں کے مطابق شائع کیا جانے لگا۔ ہجری نمبر کے تینوں حصوں میں جو مقالے شائع کیے گئے تھے، انھیں ہم چار موضوعات میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ (۱) قمری تقویم اور قمری حساب سے سالوں کے حساب کا نظام اور اہم تاریخیں، (۲) چودھویں صدی پر ایک نظر، (۳) پندرھویں صدی ہجری میں مسلم امت کی ذمہ داریاں اور (۴) سیرت النبی۔ جن اہل علم کے مقالے ان خصوصی شماروں میں شائع کئے گئے تھے ان میں مولانا سید عبد القدوس ہاشمی، پروفیسر محمد رفیق چوہان، ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی، محمد شہاب الدین ندوی، محمد اختر مسلم اور رفیع الدین ہاشمی جیسے نام شامل ہیں۔ ان تینوں حصوں کی اشاعت شرف الدین اصلاحی کی زیر ادارت مکمل ہوئی۔

نفاذ شریعت نمبر	مارچ–اپریل ۱۹۸۳ء	(۲۰: ۹–۱۰)

مارچ–اپریل ۱۹۸۳ء بمطابق جمادی الاول۔ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ کو ڈاکٹر عبد الواحد ہالے پوتہ کی زیر سرپرستی یہ خصوصی نمبر شائع کیا گیا۔ اس دور میں مملکت پاکستان میں نفاذ شریعت کی سنجیدہ کوششیں کی جارہی تھیں۔ **فکر و نظر** نے ان کوششوں کو علمی اور عملی رہ نمائی فراہم کرنے کی غرض سے اس خصوصی شمارے کا اجراء کیا تھا۔ اس شمارے

میں کل اکیس مضامین شائع کئے گئے تھے جو شریعت اسلامی کے تصور سے لے کر اس کے نفاذ کی راہ میں حائل رکاوٹوں تک کا احاطہ کرتے ہیں۔ شمارے کو موضوعی ترتیب میں رکھنے کے لیے مقالات کو پانچ مرکزی عنوانات میں تقسیم کیا گیا تھا: (۱)۔ اسلامی شریعت، (۲)۔ شریعت وریاست، (۳)۔ پاکستان میں نفاذ شریعت کے ادارے، (۴)۔ پاکستان میں نفاذ شریعت کے اقدامات، (۵)۔ نفاذ شریعت مشکلات اور حل۔ جن معروف اہل قلم کے مقالات اس شمارے میں شائع ہوئے تھے ان میں جسٹس محمد تقی عثمانی، سید سلیمان ندوی، جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن، میاں محمد صدیقی، جسٹس آفتاب حسین، محمود احمد غازی، محمد سمیع اللہ، مصطفی احمد الزرقاء اور ڈاکٹر محمد سعود کے نام قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر محمد سعود اس شمارے کے مدیر تھے۔		
سید صباح الدین عبد الرحمن نمبر	جنوری-مارچ ۱۹۸۸ء	(۲۵: ۳)
۱۸؍ نومبر ۱۹۸۷ء کو دار المصنفین کے ناظم اور ماہنامہ **معارف** کے اس وقت کے مدیر سید صباح الدین عبد الرحمن کی حادثاتی موت کے چند روز بعد ادارہ تحقیقات اسلامی نے ان کی یاد میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد کیا جس میں قرار پایا کہ آپ کی علمی ودینی خدمات کے اعتراف کے طور پر **فکر ونظر سید صباح الدین عبد الرحمن یادگاری نمبر** شائع کرے گا۔ یہ خصوصی شمارہ اس اعلان پر عمل در آمد کا عکاس ہے۔ اس شمارے میں دار المصنفین، اعظم گڑھ کا تفصیلی تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔ سید صباح الدین کی زندگی پر روشنی ڈالنے کی غرض سے "تاثرات" کے ضمن میں چار معاصر اہل علم کے مقالے شامل کیے گئے جو سید صباح الدین کی زندگی کا جامع طور پر احاطہ کرتے ہیں۔ اس شمارے کے دوسرے حصے میں سید صباح الدین کی تصنیفات کے جائزے پر مشتمل مقالات شامل ہیں۔ تیسرے حصے میں خود سید صباح الدین عبد الرحمن کے اپنے چند منتخب مقالات اور تبصرے شائع کئے گئے ہیں۔ آخر میں آپ کے پاکستان کے دوروں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ کے ادارہ تحقیقات اسلامی سے تعاون، پاکستان میں مختلف سیمی نار اور کانفرنسوں میں شرکت اور پاکستان میں آپ کے خطبات اور لیکچروں کا حال بھی اس شمارے کی زینت ہے۔		
اندلس کی اسلامی میراث	اپریل-دسمبر ۱۹۹۱ء	(۲۸-۲۹: ۴، ۱، ۲)
۷۹۰ صفحات پر مشتمل ایک مستقل کتاب کی سی حیثیت رکھنے والا **فکر ونظر** کا یہ خصوصی شمارہ اندلس کے اسلام سے تعلق کے تقریباً ہر گوشے پر کسی نہ کسی انداز میں گفت گو کرتا ہے۔ اس شمارے کو بھی موضوعی ترتیب سے شائع کیا گیا ہے اور اس میں اٹھائیس مصنفین کے مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ صاحب زادہ ساجد الرحمٰن نے اس شمارے کی تدوین کی ہے۔ اندلس میں اسلام کی آمد کے حوالے سے ڈاکٹر خالد مسعود نے جامع مقالہ تحریر کیا ہے جس کا عنوان		

<table>
<tr><td colspan="3">ہے "اندلس میں اسلام کی سرگزشت"۔[99] اس کے بعد اندلس میں مختلف علوم اسلامیہ کے حوالے سے ہونے والے کام، وہاں پر پیدا ہونے والے علماے کرام و مصنفین اور ان کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے لیے جو باب بندی کی گئی ہے وہ اہم ہے۔ تفسیر، حدیث، سیرت، فقہ، تاریخ، ادب، اقبالیات، طب، فلسفہ و کلام، شخصیات، تہذیب و ثقافت اور کتابیات کے ابواب کے تحت معروف اہل علم کے مقالات پیش کیے گئے ہیں۔ چند ایک موضوعات یہ ہیں: "اندلس میں علم حدیث اور محدثین کرام" از سہیل حسن،[100] "اندلس میں فقہ مالک کا ارتقا" از محمد میاں صدیقی،[101] "اندلس میں نعتیہ شاعری کے محرکات و موضوعات" از محمد شریف سیالوی،[102] "علامہ اقبال مسجد قرطبہ میں" از ڈاکٹر محمود الرحمن،[103] "ابن رشد اندلس کا بزرگ ترین فلسفی" از ڈاکٹر سید علی رضا نقوی[104] اور "اندلس میں مسلم فن تعمیر" از عبدالرحیم اشرف بلوچ۔[105]</td></tr>
<tr><td>سیرت نمبر</td><td>جولائی-دسمبر ۱۹۹۲ء</td><td>(۳۰: ۱-۲)</td></tr>
<tr><td colspan="3">اس خصوصی شمارے میں سیرت النبی کے حوالے سے موضوعی ترتیب پر کل چھ علاحدہ کتابچے شائع کیے گئے تھے۔ ہر کتابچے میں اس موضوع سے متعلق اہل قلم کے مضامین اور سیرت کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں کے تبصرے پیش کیے گئے تھے۔ ان کتابچوں کے عنوانات یہ تھے: کلام رسول کے ادبی محاسن؛ نذرانہ عقیدت؛ اسوہ حسنہ؛ سیرت نگاری؛ غیر مسلم سیرت نگار اور تعارف کتب۔</td></tr>
<tr><td>مخطوطات نمبر</td><td>اکتوبر-دسمبر ۱۹۹۷ء اور
جنوری-مارچ ۱۹۹۸ء</td><td>(۳۵: ۲-۳)</td></tr>
<tr><td colspan="3">شعبہ "تحقیق التراث" ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر انتظام ۲۶-۲۷ جون ۱۹۹۶ء کو ایک سیمی نار منعقد کیا گیا جس کا مقصد مخطوطات سے متعلق معلومات کو یکجا کرنا، ان کی تحقیق اور ان کے تحفظ سے متعلق غور و خوض کرنا تھا۔ اس</td></tr>
</table>

۹۹- **فکر و نظر**، اندلس کی اسلامی میراث، ۲۸-۲۹: ۴،۱-۲ (اپریل دسمبر ۱۹۹۱ء)، ۵۔

۱۰۰- **فکر و نظر**، اندلس کی اسلامی میراث، ۲۸-۲۹: ۴،۱-۲ (اپریل دسمبر ۱۹۹۱ء)، ۴۳۔

۱۰۱- **فکر و نظر**، اندلس کی اسلامی میراث، ۲۸-۲۹: ۴،۱-۲ (اپریل دسمبر ۱۹۹۱ء)، ۱۷۱۔

۱۰۲- **فکر و نظر**، اندلس کی اسلامی میراث، ۲۸-۲۹: ۴،۱-۲ (اپریل دسمبر ۱۹۹۱ء)، ۳۳۹۔

۱۰۳- **فکر و نظر**، اندلس کی اسلامی میراث، ۲۸-۲۹: ۴،۱-۲ (اپریل دسمبر ۱۹۹۱ء)، ۵۰۱۔

۱۰۴- **فکر و نظر**، اندلس کی اسلامی میراث، ۲۸-۲۹: ۴،۱-۲ (اپریل دسمبر ۱۹۹۱ء)، ۵۴۹۔

۱۰۵- **فکر و نظر**، اندلس کی اسلامی میراث، ۲۸-۲۹: ۴،۱-۲ (اپریل دسمبر ۱۹۹۱ء)، ۶۸۱۔

سیمی نار میں پیش کیے گئے مقالات اور کلیدی خطبات کو مخطوطات نمبر میں شائع کیا گیا۔ سیمینار کا انعقاد اور پھر اس میں پڑھے گئے مقالات کی **فکر و نظر** میں بطور خصوصی نمبر اشاعت اپنی نوعیت کا ایک اہم کام ہے۔ اس سیمی نار کی صدارت ڈاکٹر شیر محمد زمان نے کی تھی جنھوں نے تحقیق مخطوطات کے مسئلے کے حوالے سے اپنی تجاویز پیش کی تھیں۔ باقی مضامین کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (۱) مخطوطات: اہمیت، (۲) مخطوطات: منہج تحقیق، (۳) پاکستان میں مخطوطات کے ذخائر اور (۴) فہارس مخطوطات۔ تمام مقالات اہمیت کے حامل ہیں البتہ وہ باب جو پاکستان میں مخطوطات کے ذخائر سے متعلق ہے وہ اس خصوصی شمارے کا دل ہے۔ کسی بھی مخطوط کی تحقیق میں یہ امر انتہائی اہم اور مشکل ہوتا ہے کہ اس مسودے کے خطی نسخے کی دوسری کاپیاں تلاش کی جائیں تاکہ دوران تحقیق میں ان کا موازنہ کیا جاسکے اور کتابت کی غلطیوں سے بچا جاسکے۔ اس اعتبار سے عبدالجبار شاکر، سید محمد شاہ بخاری، ڈاکٹر عبدالرشید رحمت، سید جمیل احمد رضوی اور خضر نوشاہی کے مقالات بہت اہم ہیں کہ وہ پاکستان میں موجود خطی نسخوں کے ذخیروں اور ان کی فہرستوں کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اس خصوصی نمبر کی تدوین بھی صاحب زادہ ساجد الرحمان نے کی ہے۔		
برصغیر میں مطالعۂ قرآن	جنوری-جون ۱۹۹۹ء	(۳۶: ۳-۴)
یہ شمارہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام منعقد کیے جانے والے چار روزہ سیمی نار منعقدہ ۲۸/ اپریل ۱۹۹۷ء تا ۱/ مئی ۱۹۹۷ء میں پڑھے گئے کل تیئس مقالات میں سے سولہ مقالات پر مشتمل ہے۔ اس شمارے کو کل تین ابواب علوم القرآن، اردو تفاسیر اور مفسرین اور مخطوطات میں تقسیم کیا گیا۔ اس خصوصی شمارے کا دوسرا باب، جو اردو تفاسیر اور مفسرین کے حوالے سے ہے، کافی جامع ہے۔ وہ تفاسیر جو برصغیر کے مفسرین نے تحریر کیں اس شمارے میں ان کا تفصیلی تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ایک اعتبار سے یہ مضامین ان تفسیروں کے علمی جائزے پر مشتمل ہیں۔ جن تفاسیر کا تعارف پیش کیا گیا ہے ان میں **بیان القرآن**، **تفسیر مرادیہ**، **التفسیرات الاحمدیہ**، **تفہیم القرآن**، **تفسیر ثنائی** اور **تفسیر ضیاء القرآن** وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بلوچستان میں قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر پر بھی ایک مقالہ پیش کیا گیا ہے۔		
ڈاکٹر محمد حمید اللہ نمبر	اپریل-ستمبر ۲۰۰۳ء	(۴۰-۴۱: ۱،۴)
فکر و نظر کا یہ خصوصی شمارہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی ۱۷/ دسمبر ۲۰۰۱ء کو وفات کے بعد ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری مرحوم (ادارہ کے اس وقت کے ڈائریکٹر جنرل) کی خصوصی ہدایت پر ڈاکٹر حمید اللہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے منعقد کردہ ایک سیمی نار کا نتیجہ ہے۔ اس خصوصی اشاعت میں ڈاکٹر محمود احمد غازی، ڈاکٹر ظفر اسحاق		

انصاری، پروفیسر خورشید احمد، ڈاکٹر خالد علوی، ڈاکٹر خورشید رضوی، ڈاکٹر نثار احمد فاروقی، ڈاکٹر محمد ضیاء الحق اور ایسے متعدد اہل علم و دانش کے ڈاکٹر حمید اللہ کے حوالے سے تاثرات، مشاہدات اور نگارشات شامل کی گئیں ہیں۔ اسی طرح اس شمارے میں ڈاکٹر حمید اللہ کے بعض اپنے مکاتیب اور نگارشات بھی شامل کی گئی ہیں۔ دو شماروں کی سی طوالت پر مشتمل اس خصوصی شمارے کو بھی ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں ڈاکٹر صاحب کی شخصیت، حیات علمیہ، ان کے مکاتیب، منتخب نگارشات اور مطبوعات و مقالات کی فہرست کے ابواب باندھے گئے ہیں۔ مدیر مجلہ ڈاکٹر صاحب زادہ ساجد الرحمن نے اسے محنت سے مرتب اور مدون کیا ہے۔		
بر صغیر میں مطالعۂ حدیث	اپریل۔ستمبر ۲۰۰۵ء	(۴۲۔ ۴۳: ۴، ۱)
جلد ۴۲، شمارہ: ۴ اور جلد ۴۳ کے شمارہ: ۱ پر مشتمل یہ خصوصی اشاعت ادارہ تحقیقات اسلامی میں ۲۰۰۳ء میں منعقد ہونے والے دو روزہ سیمی نار "بر صغیر میں مطالعہ حدیث" میں پڑھے گئے باون مقالات میں سے تیرہ منتخب مقالات پر مشتمل ہے۔ اس شمارے کی تدوین اور ترتیب بھی **فکر و نظر** کے اس وقت کے مدیر جناب صاحب زادہ ڈاکٹر ساجد الرحمن نے انجام دی ہے۔ اس شمارے میں شامل مضامین بر صغیر میں علم حدیث کے عمومی جائزے اور بر صغیر کی معروف شخصیات اور خدمت حدیث، کے ابواب کے تحت شائع کئے گئے ہیں۔ اس خصوصی شمارے میں ڈاکٹر محمد طفیل، ڈاکٹر نثار احمد، ڈاکٹر محمد خالد مسعود، ڈاکٹر حمید اللہ عبد القادر اور ایسے دوسرے محققین کے مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ بر صغیر پاک و ہند میں حدیث کے موضوع پر ہونے والے کام کا تفصیلی اور تنقیدی جائزہ اس شمارے کا طرۂ امتیاز ہے۔		
سیرت نگاری میں جدید رجحانات	اکتوبر۔دسمبر ۲۰۱۱ء، جنوری۔مارچ ۲۰۱۲ء	(۴۹: ۲۔۳)
فکر و نظر کا یہ خصوصی شمارہ اس لحاظ سے بھی بہت اہم ہے کہ اس میں دور جدید کے تحقیقی معیارات کو مد نظر رکھتے ہوئے تحریر کے طریقہ کار سے بحث کی گئی ہے اور اس بات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سیرت الرسول ﷺ پر جب آج کے دور میں قلم اٹھایا جائے تو کن اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اور کن مصادر و مراجع کو استعمال کرتے ہوئے سیرت مرتب کی جائے۔ بیسویں صدی میں مستشرقین نے سیرت النبی پر سابقہ ادوار میں لکھی گئی کتب پر جو اعتراضات کیے تھے وہ انھی بنیادوں پر تھے کہ اس دور میں تحقیق اور جمع و تالیف کا انداز آج کے دور کے انداز تالیف سے مختلف تھا۔ عصر حاضر کے سیرت نگاروں نے ان اصولوں کو مد نظر رکھ کر سیرت کا جو ذخیرہ مرتب کیا ہے وہ ایک طرف مستشرقین اور غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات پر مبنی ہے اور دوسری طرف اس دور		

کے طالب علموں کے لیے سیرت النبی پر مزید کام کرنے کے لیے مشعل راہ بھی ہے۔ اس خصوصی شمارے میں سیرت النبی پر کام کرتے ہوئے غیر اسلامی مصادر کے استعمال اور ان سے استفادے کو بھی موضوع بحث بنایا گیا ہے اور اس کا یہ فائدہ بیان کیا گیا ہے کہ ان مصادر کے استعمال کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو بطور ایک نبی اور پیغمبر کے علاوہ ایک ایسی تاریخی شخصیت کے طور پر بھی دیکھا جاسکتا ہے جس نے تاریخ انسانی پر ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ اس خصوصی شمارے کی اشاعت اور اس کی تحقیقی اصولوں پر تدوین میں اس وقت کے مدیر جناب خورشید احمد ندیم اور ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر خالد مسعود کی خصوصی کاوشیں شامل ہیں۔

جنوبی ایشیا میں اسلامی قانونی فکر اور ادارے	اپریل۔ستمبر ۲۰۱۳ء	(۵۰- ۵۱: ۴،۱)

ادارہ تحقیقات اسلامی ایک عرصے سے برصغیر میں ہونے والے علمی کام کا ایک جامع تعارف پیش کرنے اور مفکرین و مصنّفین کو اس ضمن میں یک جا معلومات فراہم کرنے کی غرض سے مختلف قومی اور بین الاقوامی سیمی نارز کا اہتمام کرتا آرہا ہے۔ ساتھ ہی ادارے نے مختلف کتب اور **فکر و نظر** کے خصوصی شمارے بھی شائع کیے ہیں جو کسی ایک فن پر برصغیر میں ہونے والے کام کے جائزے اور مطالعے پر مشتمل ہیں۔ ان میں **برصغیر میں مطالعۂ حدیث** اور **برصغیر میں مطالعۂ قرآن** خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے **جنوبی ایشیا میں اسلامی قانونی فکر اور ادارے** کے عنوان سے یہ خصوصی شمارہ شائع کیا گیا۔ اس میں تین بنیادی عنوانات پر مضامین شامل ہیں: (۱) برصغیر کے فقہی رجحانات، (۲) جنوبی ایشیا میں اسلامی قانون کا نفاذ، (۳) جنوبی ایشیا کا فقہی ورثہ۔ محمد زاہد، نائب رئیس جامعہ الاسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد نے پاکستان میں فقہ و افتا کے خدوخال کے حوالے سے تفصیلی مضمون تحریر کیا ہے۔ اس مضمون میں سد ذریعہ کے اصول پر مستنبط احکام میں دور جدید میں جو تبدیلی آئی ہے اس پر کی گئی بحث کافی جان دار ہے۔ مثلاً آپ کا یہ سوال اٹھانا کہ جن چیزوں کو پہلے ممنوع قرار دیا گیا، لیکن بعد میں ان کے بارے میں مختلف موقف اختیار کرتے ہوئے ان کے مطلقاً حرام ہونے کا فتویٰ واپس لے کر ان کے جائز اور ناجائز استعمال پر فتویٰ جاری کرنے کے بجائے اگر شروع ہی میں ایسا موقف اختیار کر لیا جاتا تو کیسا تھا؟[۱۰۶] نیز اس مضمون میں مصنف نے مفتیان کرام کے اسلوب افتا کے حوالے سے بہت سی کار آمد تجاویز دی ہیں جو مستقبل میں کسی بھی فتنے سے بچنے کے لیے اہم ہیں۔

۱۰۶- محمد زاہد، پاکستان میں فقہ و افتا کے خدوخال: جائزہ اور تجاویز، فکر و نظر خصوصی نمبر جنوبی ایشیا میں اسلامی قانونی فکر اور ادارے، صفحہ ۵۳-۵۴۔

اس شمارے کا ایک اور اہم مضمون ڈاکٹر عصمت اللہ کا "علوم قضا پر علماے برصغیر کی تالیفات کا ایک جائزہ" ہے۔ اس مضمون میں تقریباً ان تمام تصانیف کا مختصر سا تعارف پیش کر دیا گیا ہے جو قضا سے متعلق ہیں او ربر صغیر کے مصنّفین کی تالیفات ہیں۔ بر صغیر میں تحریر کیے گئے مجموعہ ہائے فتاویٰ میں قضا سے متعلق جو ابواب مذکور ہیں ان کا علمی جائزہ بھی اس مقالے میں شامل ہے۔ مثلاً **فتاویٰ غیاثیہ** از داوٗد بن یوسف خطیب حنفی، **فتاوی ابراہیم شاہی** از قاضی نظام الدین احمد بن محمد جون پوری (م ۸۷۵ھ)، **فتاوی حمادیہ** از ابو الفتح رکن بن حسام الدین ناگوری، **فتاویٰ عالمگیری** (ہندیہ)، **فتاویٰ قراخانیہ** از، صدر الدین یعقوب مظفر گرامی اور **فتاویٰ تاتار خانیہ** از فرید الدین عالم بن علاء انصاری (م ۷۸۶ھ) کے قضا سے متعلق ابواب کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح برصغیر میں عربی کتب فقہ و اصول جن میں قضا پر بحث کی گئی ہے ان کا تعارف، ان کے اردو تراجم کا تعارف اور قضا پر تصنیف کی گئی مستقل کتب کا تفصیلی تعارف بھی شامل ہے۔ اس شمارے میں جو بہت بڑی کمی رہ گئی ہے وہ اس میں افتتاحیہ یا تعارف کا نہ ہونا ہے۔ ادارے کی طرف سے کوئی وضاحتی تحریر اس میں شامل نہیں جس سے یہ واضح ہو کہ اس خصوصی شمارے کے محرکات کیا تھے۔ اس کی ترتیب کن عوامل کے تحت ہوئی، کیا کوئی کانفرنس یا سیمی نار منعقد کیا گیا جس میں یہ مقالات پیش کیے گئے، اس شمارے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور ادارہ اس کام کو مزید آگے بڑھانے کے لیے کیا کر رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ امید ہے آئندہ شائع ہونے والے خصوصی شماروں میں ان باتوں کا خاص لحاظ رکھا جائے گا۔ اس خصوصی شمارے کی تدوین **فکر و نظر** کے مدیر سہیل حسن اور نائب مدیر سید متین احمد شاہ نے کی ہے۔

ادارہ تحقیقات اسلامی: تاریخ وخدمات	جولائی–دسمبر ۲۰۱۷ء	(۵۵:۱–۲)

فکر و نظر کا یہ خصوصی شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ شمارہ ادارے کے یوم تاسیس کی مناسبت سے شائع کیا گیا ہے اور اس شمارے میں ادارے کی ہر طرح کی علمی، تحقیقی، تعلیمی، ثقافتی، معاشرتی اور معاشی سرگرمیوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس شمارے میں جو مضامین شامل کئے گئے ہیں وہ ادارے کی تاسیس سے لے کر آج تک کے تمام علمی کاموں کے جائزے کے علاوہ ادارے کی تنظیمی اصلاحات پر بھی مشتمل ہیں۔ اس شمارے کی خاصیت یہ ہے کہ اسے موضوعی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے۔

کتابیات

فکر و نظر کے قارئین، محققین، جامعات کے طلبہ جو اعلیٰ تعلیمی اور تحقیقی کام کر رہے ہوتے ہیں، ان کی سہولت کے لیے اس مجلے میں "کتابیات" کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اہل علم کو

کسی ایک موضوع پر کام کرنے کے لیے کتابوں کی فہرستوں کی سہولت مہیا کی جائے۔ اگرچہ آج کل کے زمانے میں کمپیوٹر میں "تلاش" یا "Search" کی سہولت کے ذریعے کسی بھی موضوع پر کتابیات مرتب کرنا انتہائی آسان ہو گیا ہے، لیکن ایسے افراد اور محققین جو ابھی بھی کمپیوٹر کا استعمال کم کرتے ہیں یا جو قلم کاغذ سے خصوصی دل چسپی رکھتے ہیں ان کے لیے **فکر و نظر** کا یہ سلسلۂ کتابیات انتہائی مفید ہے۔ اس سلسلے کے تحت **فکر و نظر** میں پہلی فہرست، جو ادارہ تحقیقات اسلامی کی لائبریری میں موجود اسلامی معاشیات سے متعلق اردو کتابوں پر مشتمل تھی، کو محترمہ شگفتہ ناہید نے مرتب کیا تھا۔[۱۰۷] اس کے بعد **فکر و نظر** میں دوسرے اہم کتب خانوں میں موجود کتب کا تعارف اور وہاں موجود مخطوطات کی فہرستیں بھی شائع کی گئیں۔ اسی طرح بعض اہل علم افراد کے ذاتی کتب خانوں کے حوالے سے بھی کتابیات شائع کی گئیں۔ ان میں اختر راہی (سفیر اختر) کی "کتاب نامہ سید سلیمان ندوی"، سید احمد ظفر کی "سید صباح الدین عبد الرحمن کی تصانیف کا جائزہ: فہرست کتب" اور حکیم عبد الرحمن کی "بنگال میں تصنیف ہونے والی عربی کتب" قابل ذکر ہیں۔

چند اہم موضوعات جن پر کتابیات مرتب اور شائع کی گئیں وہ یہ ہیں: "کتب خانہ عثمانیہ شمس آباد کے مخطوطات" از اختر راہی؛[۱۰۸] "کتاب خانہ مرعشی، قم میں برصغیر کے مخطوطات" از سید عارف نوشاہی؛[۱۰۹] "مغرب میں اسلام کا مطالعہ" از محمد خالد مسعود (یہ ۱۹۸۹–۱۹۹۰ء کے دوران یورپ اور امریکہ میں مختلف کانفرنسوں میں پیش کیے گئے مقالات کی فہرست ہے)؛[۱۱۰] "کتاب نامہ اندلس" از اختر راہی؛[۱۱۱] "شاہ ولی اللہ: رسائل و جرائد میں چھپنے والے مقالہ جات" از محمد ذوالقرنین اختر[۱۱۲] وغیرہ شامل ہیں۔ چیف لائبریرین ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری شیر نوروز خان نے اس سلسلے میں اچھا کام کیا ہے اور اب تک سب سے زیادہ، دو درجن سے زائد، موضوعات پر کتابیات شائع کر چکے ہیں۔ ان کی فہرستِ کتابیات میں درج ذیل عنوانات شامل ہیں:

۱۰۷– **فکر و نظر**، اسلام آباد ۲۲:۴ (اپریل–جون ۱۹۸۵ء)، ۱۲۲–۱۲۸۔

۱۰۸– **فکر و نظر**، اسلام آباد ۱۶:۴ (اکتوبر ۱۹۷۸ء)، ۵۸–۶۲۔

۱۰۹– **فکر و نظر**، اسلام آباد ۱۸:۱۱ (اپریل ۱۹۸۱ء)، ۸–۳۶۔

۱۱۰– **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۲۸: ۳ (۱۹۹۱ء)، ۲۷– ۸۰۔

۱۱۱– **فکر و نظر**، اسلام آباد ۲۸–۲۹: ۴، ۱–۲ (اپریل–دسمبر ۱۹۹۱ء)، ۲۴۵– ۲۹۰۔

۱۱۲– **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴۴: ۱ (جولائی– ستمبر ۲۰۰۲ء)، ۸۹–۱۱۸۔

"اجتہاد"، "اجماع، استحسان، تقلید اور قیاس"، "اسلامی بینکاری"، "استشراق اور مستشرقین"، "اسلامی عائلی قوانین"، "اسلامی فوجداری قانون"، "امام ابوحنیفہ (۸۰ھ - ۱۵۰ھ) پر لکھی گئی اہم کتب اور مقالات"، (۱۱۳) "اسلامی عدالتی نظام"، (۱۱۴) "سود اور انشورنس"، (۱۱۵) "طبی اخلاقیات"، (۱۱۶) وغیرہ اہم ہیں۔ "حضرت محمد ﷺ : منتخب کتابیات اردو کتب و مقالات" ان کی حالیہ کاوش ہے۔ "تصانیف و مقالات ڈاکٹر محمد حمید اللہ" (۱۱۷) کو اظہار اللہ شاہ اور طارق مجاہد نے مرتب کیا ہے۔ اس طرح عبدالعزیز عرفی صاحب کا "مضامین قرآن کے اشاریے" (۱۱۸) بھی اہم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ **فکر و نظر** میں بعض اہم موضوعات پر دوسرے رسائل اور جرائد میں چھپنے والے مقالات کی فہرستیں بھی وقتاً فوقتاً شائع کی جاتی ہیں۔ (۱۱۹)

فکر و نظر کے اشاریے

انگریزی زبان میں چھپنے والی کتب اور مجلات کے اشاریے تو بہت عرصے سے چھپتے چلے آرہے ہیں، جن کی بنا پر ان کتب اور مجلات میں سے کسی خاص لفظ یا موضوع کو تلاش کرنا آسان ہو جاتا ہے، البتہ اردو زبان میں یہ کام شاذونادر رہا ہے۔ ابتدائی سالوں میں **فکر و نظر** کا حال بھی کچھ یوں ہی تھا اور اس کی اشاعت کے پہلے پندرہ سال کے دوران میں اس کا کوئی اشاریہ شائع نہیں ہو سکا۔ پندرہ سال کے عرصے میں اس مجلے کے تقریباً ایک سو ستر شمارے شائع ہوئے اور ان میں چھپنے والے مضامین کی تعداد بھی بہت زیادہ ہو چکی تھی جس کی وجہ سے قارئین کے لیے انتہائی مشکل ہوتا جارہا تھا کہ وہ کسی ایک خاص موضوع یا کسی خاص مصنف کے مقالات کے حوالے سے مزید تحقیق کرنے سے قبل **فکر و نظر** میں شائع ہونے والے مضامین کا جائزہ لے سکیں۔ اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے اور

۱۱۳- **فکر و نظر**، اسلام آباد ۳۶: ۲ (اکتوبر- دسمبر ۱۹۹۸ء)، ۱۰۱-۱۱۷۔

۱۱۴- **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴۵: ۲ (اکتوبر- دسمبر ۲۰۰۷ء)، ۹۷-۱۱۸۔

۱۱۵- **فکر و نظر**، اسلام آباد ۳۶: ۱ (جولائی- ستمبر ۱۹۹۸ء)، ۸۹-۱۲۳۔

۱۱۶- **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴۵: ۴ (اپریل- جون ۲۰۰۸ء)، ۱۲۵-۱۵۳۔

۱۱۷- **فکر و نظر**، اسلام آباد ۴۰: ۴، ۴۱: ۱ (اپریل- ستمبر ۲۰۰۳ء)، ۵۹۵-۶۱۳۔

۱۱۸- **فکر و نظر**، اسلام آباد ۳۶: ۳-۴ (جنوری- مارچ ۱۹۹۹ء، اپریل- جون ۱۹۹۹ء)، ۱۵۵-۱۷۵۔

۱۱۹- دیکھیے: ۴۴: ۱ (۲۰۰۶ء)، ۸۹- ۱۱۸؛ ۳۴: ۲ (۱۹۹۶ء)، ۱۱۱- ۱۱۸؛ ۳۴: ۳ (۱۹۹۷ء)، ۱۳۹- ۱۴۵؛ ۳۴: ۴ (۱۹۹۷ء)، ۹۱- ۹۴؛ ۳۵: ۱ (۱۹۹۷ء)، ۱۵۱- ۱۵۵؛ ۳۵: ۴ (۱۹۹۸ء)، ۱۴۷- ۱۵۲؛ ۳۶: ۱ (۱۹۹۸ء)، ۱۳۱- ۱۳۷ وغیرہ۔

اشاریے کی اہمیت کے پیش نظر **فکر و نظر** میں شائع ہونے والے تحقیقی مقالات کا پہلا اشاریہ مرتب کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۱۹۷۹ء میں ادارے کے مدیر جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتہ صاحب کے الفاظ میں "ادارہ تحقیقات اسلامی کے جواں ہمت رفیق کار جناب احمد خان نے اس کام کی ابتدا ادارے کے رسالے **فکر و نظر** کا اشاریہ ترتیب دینے سے کی ہے۔"[۱۲۰] اس اشاریے کو **فکر و نظر کے پندرہ سال جولائی ۱۹۶۳ء۔ جون ۱۹۷۸ء، ایک تفصیلی اشاریہ** کا نام دیا گیا ہے۔[۱۲۱]

احمد خان صاحب کا مرتب کردہ یہ پندرہ سالہ اشاریہ جولائی ۱۹۶۳ء کے شمارے سے جون ۱۹۷۸ء تک کے شماروں کا احاطہ کرتا ہے۔ جس طرح اس اشاریے کے نام سے واضح ہے اس کے پہلے حصے، جسے "مقدمہ" کا نام دیا گیا ہے، میں **فکر و نظر** کے پہلے پندرہ سالہ سفر کا ایک تفصیلی اور ناقدانہ جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ دقیق معلومات کا ذخیرہ مقدمہ دراصل **فکر و نظر** کی ابتداء، اس کا ارتقا، اس سفر میں پیش آنے والی مشکلات، اس مجلے کی ظاہری طباعت میں پیش آنے والے مسائل، اس موقر علمی اور فکری جریدے کے مدیران کے فرائض انجام دینے والے محققین پر تنقیدی نظر، اس میں لکھنے والے مصنفین سے متعلق تبصرہ نیز اس میں **فکر و نظر** کے ابتدائی ایام کے حوالے سے تقریباً تمام ہی معلومات مہیا کر دی گئی ہیں۔ یہ معلومات ان محققین، اساتذہ اور طلبہ کے لیے بھی انتہائی اہم ہیں جو مستقبل میں کسی بھی قسم کے تحقیقی مجلے کے اجرا کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان معلومات کو یہاں دہرانا تو مناسب اور مفید نہ ہوگا البتہ اس سے استفادہ کرتے ہوئے وہ چیدہ چیدہ معلومات جو آج کے قاری کے لیے بھی ضروری ہیں اس مقالے میں شامل کر دی گئی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے مذکورہ اشاریے سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔[۱۲۲]

تفصیلی اور تنقیدی مقدمے کے بعد اصل اشاریہ شروع ہوتا ہے جسے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: (۱) مقالات بلحاظ مضامین، (۲) مقالہ نگاران بترتیب ابجدی مع ان کے مقالات کی تفصیل، (۳) مقالات کی

۱۲۰۔ دیکھیے: احمد خان، فکر و نظر کے پندرہ سال جولائی ۱۹۶۳ء۔ جون ۱۹۷۸ء، ایک تفصیلی اشاریہ (اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۷۹ء)، صفحہ د۔

۱۲۱۔ یہ اشاریہ بھی ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری کی ویب سائٹ پر موجود ہے، اسے حاصل کرنے کے لیے اس برقی پتے کو دبایئے
http://irigs.iiu.edu.pk:64447/gsdl/cgi-bin/library?e=d-01000-00---off-0fiqar--00-1----0-10-0---0---0direct-10---4-------0-1l--11-en-50---20-about---00-3-1-00-0-0-01-1-0utfZz-8-00&a=d&c=fiqar&cl=CL1.1

۱۲۲۔ دیکھیے: احمد خان، فکر و نظر کے پندرہ سال جولائی ۱۹۶۳ء۔ جون ۱۹۷۸ء، ایک تفصیلی اشاریہ (اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۷۹ء)۔

ابجدی ترتیب۔ ان تین قسموں کے اشاریوں سے محققین اور طلبہ کے لیے آسان ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی موضوع پر تحریر کیے گئے مقالات تلاش کر سکیں۔ اس اشاریے کی ایک اور نادر خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں ان تمام کتب کو بھی ابجدی ترتیب سے ذکر کر دیا گیا ہے جن پر ان پندرہ سالوں میں **فکر و نظر** میں تبصرہ پیش کیا گیا۔ آخر میں اُن تصاویر، مراسلات، کتابت کے نمونوں، نقشہ جات اور وفیات کا اشاریہ بھی ملتا ہے جو پہلے پندرہ سال میں **فکر و نظر** میں شائع ہوتے رہے۔ ''صدائے ملت'' کے باقی بچ جانے والے شمارے کا اشاریہ بھی بطور ضمیمہ اس اشاریے کا حصہ ہے۔

اشاریہ فکر و نظر جولائی ۱۹۷۸ء۔ جون ۱۹۹۳ء دوسرا اشاریہ ہے جو **فکر و نظر** کے اگلے پندرہ سال کے شماروں کے مقالات اور ان کے مضامین کا احاطہ کرتا ہے۔[۱۲۳] اس کی ترتیب و تدوین شیر نوروز خان نے کی ہے۔ یہ اشاریہ پہلے پندرہ سالہ اشاریے کی نسبت کم تر درجے کا ہے، کیوں کہ اس میں کوئی تفصیلی مقدمہ یا فکر و نظر کے حوالے سے اور کوئی بات نہیں کی گئی بلکہ صرف مصنفین، عنوانات اور موضوعات کے لحاظ سے مقالات اور تبصرہ کتب کی اشاریہ بندی کر دی گئی ہے۔ اس کتابچے کے آخر میں ان وفیات اور وقائع واخبار کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو ان پندرہ سال کے شماروں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اس اشاریے کا استعمال ایک لحاظ سے پہلے اشاریے سے بہتر ہے کہ اسے ٹائپ فونٹ میں چھاپا گیا ہے اور اغلاط کم ہیں۔

فکر و نظر کا تیسرا اور آخری اشاریہ ۱۹۹۳ء سے ۲۰۱۰ء تک کے مجلات کا احاطہ کرتا ہے۔ اس اشاریے کو ابھی تک پریس کے ذریعے طبع نہیں کیا گیا، البتہ اس کا برقی نسخہ ادارہ تحقیقات اسلامی کی لائبریری کے برقی صفحے پر موجود ہے۔ اس اشاریے میں بھی مقالات کو موضوعات اور مصنفین کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے۔ مقالات کو ابجدی ترتیب سے شامل نہیں کیا گیا جس طرح پہلے دو اشاریوں میں بلحاظ عنوانات کے تحت تمام مقالات کو ایک ترتیب سے حروف ابجد کے اعتبار سے شامل کر دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ کتب پر کیے گئے تبصروں کو اس اشاریے میں بلحاظ مصنفین کتب ترتیب دیا گیا ہے لیکن جو بات موجب حیرت ہے وہ یہ کہ بلحاظ تبصرہ نگاران کوئی فہرست شامل نہیں۔ امید ہے کہ اس اشاریے کو کاغذ پر طبع کرنے سے قبل مذکورہ فہرستیں بھی شامل کر دی جائیں گی تاکہ اس کی افادیت میں اور اضافہ ہو جائے۔ **فکر و نظر** کے آخری چھے سال کے مجلات کا اشاریہ اگرچہ برقی حالت میں موجود

۱۲۳۔ اس اشاریے کو حاصل کرنے کے لیے اس برقی رابطے کو دبائیے

http://irigs.iiu.edu.pk:64447/gsdl/cgi-bin/library?e=d-01000-00---off-0fiqar--00-1----0-10-0---0---0direct-10---4-------0-1l--11-en-50---20-about---00-3-1-00-0-0-01-1-0utfZz-8-00&a=d&c=fiqar&cl=CL1.1

نہیں لیکن راقم کی معلومات کے مطابق لائبریری کے رفقا اس پر کام جاری رکھے ہوئے ہیں اور جلد ہی بقیہ جلدوں کا اشاریہ بھی شائقین علم کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا، اگر چہ برقی نسخے ہی کی صورت میں کیوں نہ ہو۔

مدیران فکر و نظر (جولائی، اگست ۱۹۶۳ء–تا حال)

کسی بھی علمی اور تحقیقی مجلے کے معیار کا اندازہ سب سے پہلے تو اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ کون لوگ اس مجلے میں اپنے مضامین اشاعت کے لیے بھیجنا پسند کرتے ہیں۔ جتنے پائے کے محققین کسی مجلے میں اپنے مقالات کی اشاعت کا اہتمام کرتے ہیں، اتنا ہی اس مجلے کی اہمیت اور قدر میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجلے کے مدیر اور مجلس ادارت کی فکر اور زاویۂ نگاہ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ مجلے میں کن مضامین کو شامل کیا جائے اور کن مضامین کو ابتدا ہی میں ناقابل اشاعت قرار دے دیا جائے۔ کن اہل علم کو باقاعدہ مضامین تحریر کرنے کی دعوت دی جائے اور کن کا نقطہ نظر کم پیش کیا جائے۔ اداریے میں کس طرح کی فکری رہ نمائی فراہم کی جائے اور کن کتب پر تبصرہ شائع کیا جائے۔ یہ سب وہ امور ہیں جو موقر علمی جریدوں کے مدیران کے پیش نظر رہتے ہیں اور ان کی بنیاد پر مجلات کے فکری نہج کا تعین بھی ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مدیر کی ادارتی صلاحیتوں کی وجہ سے مجلہ اہل علم میں قدر بھی حاصل کر لیتا ہے اور بعض اوقات انھی امور میں بے پروائی کی وجہ سے مجلہ اپنی قدر کھو بیٹھتا ہے۔ **فکر و نظر** کی ابتدا سے لے کر اب تک کے شماروں کا جائزہ لینے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس مجلے کے منہج اور اس کی فکری نہج پر مدیران کے ہمیشہ سے اثرات رہے ہیں۔ بعض ادوار میں یہ اثر نمایاں ہے، جب کہ دوسرے ادوار میں یہ غیر محسوس ہے۔ ان مدیران کی کاوشوں سے کسی وقت مجلہ اہل علم کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور بعض اوقات اسے مقالات کی قلت کا سامنا بھی رہا ہے جو اس بات کا عکاس ہے کہ **فکر و نظر** بھی اپنے عروج و زوال کے ادوار سے گزرتا رہا ہے۔ آج کل کے دور میں علمی مجلوں کی جانچ کا ایک معیار ہائر ایجوکیشن کمیشن نے مقرر کیا ہے۔ جو مجلہ اس معیار پر پورا اترتا ہے اسے تین مخصوص درجوں میں سے ایک درجہ دے دیا جاتا ہے۔ **فکر و نظر** کے حالیہ مدیران کے کاوشوں سے اس وقت یہ مجلہ ہائر ایجوکیشن کمیشن سے منظور شدہ ہے اور اسے Y درجے میں رکھا گیا ہے جو کہ ایک معیاری درجہ ہے۔[۱۲۴]

۱۲۴– ایچ ای سی سے منظور شدہ مجلات کی فہرست، بشمول فکر و نظر کی درجہ بندی، دیکھنے کے لیے اس برقی رابطے (ویب سائٹ) کو دیکھیے:
http://www.hec.gov.pk/english/services/faculty/Pages/HEC-recognized-Journals.aspx?Paged=TRUE&p_ID=363&PageFirstRow=331&&View={424E8600-0CE4-4A88-A83B-096FAF3C4D71{

فکر و نظر کا پہلا شمارہ بغیر کسی مدیر کے نام کے شائع کیا گیا تھا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ مدیرِ مجلے کے لیے بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، اس لحاظ سے **فکر و نظر** کے ساتھ کسی مستقل مدیر کا نہ ہونا تقریباً ناقابل قبول امر تھا۔ اس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں اور دو وجوہات تو وہ ہیں جن کا ذکر جناب احمد خان نے پہلے اشاریے کے مقدمے میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> حقیقت میں اس شمارے میں کسی مدیر کے نام کا نہ ہونا **فکر و نظر** کے لیے انتہائی غیر مناسب صورت ہے، اس لیے کہ یہ وہ شمارہ ہے جس سے "فکر و نظر" نے اپنی زندگی کی ابتدا کی۔ مستقبل کی پالیسی مرتب کی، بلکہ یوں کہیے کہ اپنی آئندہ زندگی کا مقصد اور لائحہ عمل اسی شمارے نے متعین کیا۔ مگر افسوس کہ مرتب نے اس میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ **فکر و نظر** کے ابتدائی ایڈیٹر جناب قدرت اللہ فاطمی صاحب نے بتایا کہ پہلا شمارہ مولانا عمر احمد عثمانی نے مرتب کیا تھا۔ چوں کہ وہ کسی جگہ باقاعدہ ملازم تھے اس لیے مصلحتاً انھوں نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا تھا، واللہ اعلم بالصواب۔[۱۲۵]

پہلے شمارے پر کسی مدیر کے نام کے نہ ہونے کی دوسری وجہ جناب احمد خان یوں بیان کرتے ہیں:

> اس شمارے کا مدیر نہیں بلکہ ادارہ فرد [خود] ہی مرتب کہلانے کا مستحق ہے؛ کیوں کہ **فکر و نظر** کی پالیسی اس شخص کی بنا کردہ نہیں بلکہ دراصل یہ پالیسی ادارے کی مرتب کردہ تھی، چناں چہ بالواسطہ اس شمارے اور آئندہ کے تمام پرچوں کا ایڈیٹر خود ادارہ ہی تھا۔[۱۲۶]

جہاں تک جناب احمد خان کی پہلی رائے کا تعلق ہے تو اس سے اس وقت تک انکار نہیں کیا جاسکتا، جب تک کوئی ایسا حوالہ نہ مل جائے جو اس دعوے کی تردید کرتا ہو یا عمر احمد عثمانی کی اپنی تحریر موجود ہو جو اس دعوے کو غلط ثابت کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ چوں کہ یہ گفتگو بلا واسطہ احمد خان اور **فکر و نظر** کے دوسرے مدیر کے درمیان ہے، لہٰذا اس کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ شمارے پر کسی مدیر کے نام کے نہ ہونے کی جو دوسری وجہ بیان کی گئی ہے وہ اہل علم کو زیادہ نہیں لبھاتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل دانش مجلات کی اشاعت کے ضابطوں، اس کے لیے مدیر کا کردار اور مدیر کی اہمیت سے خوب واقف ہوتے ہیں اور کسی صورت بھی ایسا گم نام کام کرنا مناسب نہیں سمجھتے جو اس کی وقعت کو کم کردے۔ اور اگر واقعی ادارہ خود اس کا مدیر تھا تو اس بات کا تذکرہ ہونا بھی انتہائی ضروری تھا۔ پہلے شمارے کے سرورق کے اندر ابو سعید بزمی انصاری کا نام مدیر مسئول کے طور پر ملتا ہے۔ بدقسمتی سے جب مجلے کے شماروں کی سالانہ جلد بندی کی گئی تو اس کی کتابی شکل برقرار رکھنے کی غرض سے کسی بھی شمارے کا سرورق شامل نہیں

۱۲۵– احمد خان، **فکر و نظر کے پندرہ سال (جولائی ۱۹۶۳ء–جون ۱۹۷۸ء): ایک تفصیلی اشاریہ**، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۷۹ء)، ۹۔

۱۲۶– حوالہ سابقہ، فکر و نظر کے پندرہ سال۔

کیا گیا، اس تکنیکی کوتاہی کی وجہ سے شماروں سے متعلق بعض انتہائی اہم معلومات موجود نہیں مثلاً یہ جاننا کہ بعد کے شماروں کا مدیر کون رہا، کیوں کہ یہ معلومات سرورق یا اس کے اندرونی صفحے پر ہی تحریر کی گئی تھیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ کسی بھی شمارے کے اداریے کے آخر میں مدیر کا نام تحریر نہیں بلکہ صرف لفظ "مدیر" پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کی لائبریری میں جو نسخے محفوظ ہیں ان کا یہی حال ہے البتہ ادارے کے ڈائریکٹر کے دفتر کے لیے **فکرونظر** کی جو جلدیں محفوظ کی گئی ہیں ان میں ایک سالانہ فہرست شامل کی گئی ہے جس میں تیسرے شمارے سے لے کر بارھویں شمارے تک "نظرات" کے مصنف کے طور پر قدرت اللہ فاطمی کا نام درج ہے البتہ پہلے دوسرے مشترکہ شمارے کے شذرات کے مصنف کے طور پر کسی کا نام درج نہیں۔ ذیل میں **فکرونظر** کے مدیران اور نائب مدیران کی فہرست پیش کی جا رہی ہے۔

ابو سعید بزمی انصاری، مدیر مسئول (جولائی۔اگست ۱۹۶۳ء– جون ۱۹۶۴ء) | سید قدرت اللہ فاطمی، مدیر (ستمبر ۱۹۶۳ء–جون ۱۹۶۵ء) | خالد مسعود نائب مدیر (اپریل ۱۹۶۴ء– نومبر، دسمبر ۱۹۶۴ء) | محمد سرور، مدیر (جولائی ۱۹۶۵ء– ستمبر ۱۹۶۹ء) | عبدالرحمن طاہر سورتی، مدیر (اکتوبر ۱۹۶۹ء–جنوری ۱۹۷۱ء) | شرف الدین اصلاحی، مدیر (فروری ۱۹۷۱ء–اپریل ۱۹۷۶ء) | امین اللہ وثیر، مدیر (جون ۱۹۷۶ء–اگست ۱۹۷۶ء) | رشید احمد جالندھری، مدیر (ستمبر ۱۹۷۶ء–مارچ ۱۹۷۸ء) | شرف الدین اصلاحی، مدیر (اپریل ۱۹۷۸ء– مارچ ۱۹۷۹ء) | مظہر الدین صدیقی، مدیر (اپریل ۱۹۷۹ء–دسمبر ۱۹۷۹ء) | شرف الدین اصلاحی، مدیر (جنوری ۱۹۸۰ء– دسمبر ۱۹۸۱ء) | محمد سعود، مدیر (جنوری ۱۹۸۲ء–اپریل ۱۹۸۳ء)، صاحبزادہ ساجد الرحمن نائب مدیر | عبدالقدوس ہاشمی، مدیر اعلیٰ (مئی ۱۹۸۳ء–دسمبر ۱۹۸۳ء) | صاحبزادہ ساجد الرحمن، مدیر (مئی ۱۹۸۳ء–جنوری ۱۹۸۴ء) | شرف الدین اصلاحی، مدیر (فروری ۱۹۸۴ء–جون ۱۹۸۴ء) | صاحبزادہ ساجد الرحمن، نائب مدیر | محمود احمد غازی، مدیر (جولائی– ستمبر ۱۹۸۴ء–اپریل–جون ۱۹۸۷ء) | صاحبزادہ ساجد الرحمن، نائب مدیر | صاحبزادہ ساجد الرحمن، قائم مقام مدیر (جولائی– ستمبر ۱۹۸۷ء–جنوری–مارچ ۱۹۹۱ء) | صاحبزادہ ساجد الرحمن، مدیر (اپریل ۱۹۹۱ء– ۲۰۱۰ء) | خورشید احمد ندیم، مدیر (اکتوبر ۲۰۱۱ء–۲۰۱۳ء) | افتخار الحسن میاں، نائب مدیر | سہیل حسن، مدیر (اپریل ۲۰۱۳ء–مارچ ۲۰۱۴ء) | سید متین احمد شاہ، نائب مدیر (مارچ ۲۰۱۳ء تا حال) | محمد ضیاء الحق، مدیر (اپریل ۲۰۱۴ء–تا دسمبر ۲۰۱۶ء)۔

Islamic Studies، الدراسات الإسلامیة اور فکر و نظر کا اشاعتی معیار

فکری اور تحقیقی مجلات کے معیار کو پرکھنے کے بہت سے طریقے رائج رہے ہیں۔ ان میں سب سے اہم تو یہی ہے کہ اس فن اور مجال کے معروف ترین اور ثقہ اہل علم کے مقالات اس مجلے میں شائع ہوتے ہیں یا نہیں، مجلے کی اشاعت اور تقسیم کتنی تعداد میں ہے، مجلہ ملکی اور غیر ملکی لائبریریوں میں دست یاب ہے یا نہیں اور کتنے طویل عرصے سے مجلہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اسی طرح جیسا کہ پہلے ذکر ہوا مجلے کے مدیر اور مجلس ادارت میں شامل افراد بھی کسی مجلے کی توقیر اور اہمیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ آج کل جس معیار کو بین الاقوامی سطح پر بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے وہ کسی بھی رسالے کا جدید تحقیقی اصولوں کے مطابق شائع کیا جانا ہے۔ اگر تو رسالے کے مدیر اور مجلس ادارت اس بات کا پورا اہتمام کرتے ہیں کہ تحقیق کے بین الاقوامی معیارات پر کسی طور بھی سمجھوتہ نہ کیا جائے تو پھر وہ رسالہ خود بخود اپنا مقام حاصل کر لیتا ہے۔

معیاری مجلے میں اچھے مضامین کے اشاعت کے علاوہ جن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ان کی تفصیل *The Chicago Manual of Style* میں دی گئی ہے مثلاً یہ کہ صفحات کے نمبر سالانہ جلد کے اعتبار سے ہوں یعنی اگر رسالے کے چار شمارے ہیں اور ہر شمارے کے سو صفحات ہیں تو ایسی صورت میں دوسرے شمارے کا پہلا صفحہ نمبر ایک سو ایک ہو گا، تیسرے شمارے کا پہلا صفحہ نمبر دو سو ایک ہو گا اور اسی طرح باقی صفحات۔[۱۲۷] ہر شمارے کے سرورق پر کس ترتیب سے معلومات درج کی جائیں، مدیر کا نام کہاں ہو، مجلس ادارت کی تفصیل سرورق کے اندر ہو، مجلے کا ISSN (بین الاقوامی معیاراتی نمبر شمار) لازمی حاصل کیا گیا ہو، مضامین کی فہرست شائع کی گئی ہو، مقالات کے خلاصے موجود ہوں، حوالے درج کرنے کا مخصوص طریقہ واضح کیا گیا ہو اور اس طرح کی دوسری چھوٹی چھوٹی مگر اہم معلومات کا مہیا کرنا معیاری مجلے کے عناصر ترکیبی میں شامل ہے۔[۱۲۸]

اس معیار کے علاوہ ایک اور اہم اور جدید طریقہ کار Double Blind Peer Review ہے۔ یعنی اس فن کے دو بین الاقوامی طور پر معروف ماہرین سے مصنف کا نام ظاہر کیے بغیر مقالے کے معیار، اس کی تحقیق کے اصل ہونے اور اس مقالے میں علم کو آگے بڑھانے کی اہلیت کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں جانچ کروائی

127– University of Chicago, *The Chicago Manual of Style*, 16th edition (Chicago, Ill: University of Chicago Press, 2010), p. 36.

۱۲۸– سابقہ حوالہ، *The Chicago Manual of Style* صفحات ۴۷ تا ۵۱۔

جائے۔ اس سے آگے بڑھتے ہوئے موجودہ دور میں کسی علمی جریدے کے اعلیٰ معیار پر فائز ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہوتی ہے کہ اگر اس مجلے میں شائع ہونے والے مضامین کا اشاریہ عالمی سطح پر مجلات کی اشاریہ سازی کرنے والے اداروں سے چھپتا ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ان مقالات کا خلاصہ انگریزی زبان میں شائع کیا جاتا ہو۔ ایک قدم اور آگے بڑھتے ہوئے عالمی سطح پر مجلات کے معیار کو ان کے اثر اندازی کے پیمانے (Impact Factor) کے ذریعے بھی جانچا جاتا ہے۔ اثر اندازی کے پیمانے سے مراد یہ ہے کہ کسی مجلے میں شائع ہونے والے مضامین کا حوالہ دوسرے مجلات کے مضامین میں کس حد تک دیا جاتا ہے۔ جس مجلے کے مقالات کے سب سے زیادہ حوالے دیے جاتے ہیں اس میدان میں اس رسالے کا Impact Factor سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ ایک اور خصوصیت جو کسی علمی و تحقیقی رسالے کی قدر و قیمت میں اضافہ کرتی ہے وہ ہے اس کا باقاعدگی سے شائع ہونا۔ اگر مجلہ سہ ماہی ہے اور ہر تین ماہ بعد وقت پر شائع ہو جاتا ہے اور اس کی تقسیم کے عمل میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی تو اس سے بھی مجلے کے معیار میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی مجلہ کسی بھی وجہ سے اپنی اشاعت کو جاری نہیں رکھ سکتا یا اس میں بار بار تعطل آتا رہتا ہے تو اس سے مجلے کی قدر میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ آج کل انٹرنیٹ پر دستیاب ہونا اور Search یعنی تلاش کی سہولت کے ذریعے قارئین کی مقالات تک رسائی کی سہولت بھی جریدے کی درجہ بندی میں اضافہ کرتی ہے۔ انٹرنیٹ پر طباعت کے طریقِ کار کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے طباعت پر اٹھنے والے اخراجات میں خاطر خواہ کمی آجاتی ہے۔

جنوبی افریقہ کی معروف سٹیلن بوش یونی ورسٹی لائبریری نے ایک اچھے تحقیقی مقالے کی درج ذیل خصوصیات بیان کی ہیں:

۱۔ رسالے، اس ادارے جہاں سے وہ چھپتا ہے، اس کے مدیر اور اس کی مجلس ادارت کی شہرت

۲۔ رسالے کی ترسیل کا دائرۂ کار، قومی یا بین الاقوامی

۳۔ مصنفین کے مقالہ بھیجنے سے اس کی اشاعت تک کا دورانیہ اور ہر دو شماروں کی اشاعت کا درمیانی وقت

۴۔ مجلے کے مقالات کے خلاصوں کا معروف اشاریہ ساز اداروں میں چھپنا

۵۔ مجلے کی عمر، یعنی کتنے سال سے مجلہ باقاعدگی سے چھپ رہا ہے۔

۶- ادارتی معیار کا اچھا ہونا، یعنی یہ کہ طباعت میں غلطیاں نہ ہوں، مصنفین کے لیے مکمل رہ نمائی مجلے میں موجود ہو، اچھا کاغذ استعمال کیا جاتا ہو، ظاہری جلد بندی معیاری ہو، مجلہ برقی پتے (ای میل) کے ذریعے خط و کتابت کی سہولت مہیا کرتا ہو۔

۷- مقالات کے قبول اور رد کی شرح۔ جس قدر مقالات کے قبول کی شرح کم ہو گی اسی قدر اس مجلے کا معیار بلند ہو گا۔ گویا صرف انتہائی اعلیٰ معیار کے مقالات قبول اور شائع کیے جاتے ہیں۔

۸- قیمت

۹- مصنفین کے حقوق اشاعت: کیا مجلہ مقالے کے دوبارہ استعمال کی اجازت دیتا ہے۔[۱۲۹]

ان معیارات کی روشنی میں اگر *Islamic Studies*، **الدراسات الإسلامية** اور **فکر و نظر** کو پرکھا جائے تو یہ تینوں مجلات ہر طرح سے بین الاقوامی معیارات پر پورا اترتے ہیں۔ ان مجلات کی ہمیشہ سے یہ خوش قسمتی رہی ہے کہ جنوبی ایشیا، عرب دنیا اور مغربی ممالک کے معروف اہل علم جو انگریزی، عربی اور اردو زبان سے واقفیت رکھتے تھے وہ ان مجلات کے ذریعے اپنی تحریروں کو قارئین تک پہنچاتے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ادارے کے تینوں مجلات کا معیار بین الاقوامی طور پر معروف مجلات سے کسی طور کم نہیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ پچھلے ترپن (۵۳) سال میں ان مجلات میں سے کسی بھی مجلے کی ادارت کبھی بھی کسی خاتون مدیرہ کے حصے میں نہیں آئی، البتہ جو حضرات ان مجلات کے مدیر رہے ہیں ان کا اپنے میدان میں ایک نام اور مقام رہا ہے۔

انگریزی مجلے *Islamic Studies* کی یہ خوش قسمتی رہی ہے کہ اس کے معیار کو ہر دور میں دنیائے علم و دانش میں اعلیٰ معیار کا مجلہ تصور کیا گیا۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں جن میں سب سے پہلی وجہ تو یہ کہ وہ ادارے جو مجلات کا معیار مقرر کرتے رہے ہیں *Islamic Studies* انگریزی میں ہونے کی وجہ سے ان کی دست رس میں رہا اور وہ اس کے معیار پر تبصرہ کرتے رہے۔ جب کہ **فکر و نظر** اور **الدراسات الإسلامية** اردو اور عربی میں شائع ہوتے ہیں لہٰذا ان کے معیار کو جانچنا ان اداروں کے لیے ہمیشہ سے ایک مشکل کام رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ *Islamic Studies* کا ہمیشہ سے یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ اس میں شائع ہونے والے مقالات کو سخت قسم کے بین

۱۲۹- دیکھیے:
Stellenbosch University Library and Information System, “Qualities of a Good Journal”. http://libguides.sun.ac.za/content.php?pid=429497&sid=3879931 accessed on February 2, 2017.

الاقوامی Blind Peer Review سے گزارا جاتا رہاہے اور صرف وہی مقالات شائع کیے جاتے ہیں جن کے بارے میں دونوں راے دہندگان کی مثبت راے ہو اور اگر اس میں کسی قسم کی تبدیلیاں تجویز کی گئی ہوں تو مصنف سے مقالے پر نظر ثانی کروائی جاتی ہے۔*Islamic Studies* کے اعلیٰ معیار میں اس کے مدیران کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل رہا۔ ڈاکٹر فضل الرحمن، ڈاکٹر صغیر حسن معصومی، ڈاکٹر محمد خالد مسعود اور ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری جیسے بلند پایہ محققین اس مجلے کے مدیر رہے۔ جنھوں نے ذاتی دل چسپی سے اس مجلے کے معیار کو ایک خاص مقام سے نیچے نہ آنے دیا۔ ظفر اسحاق انصاری سب سے طویل عرصہ، تقریباً اکیس سال، اس مجلے کے مدیر رہے، انھوں نے اس عرصے میں اپنی دوسری ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اس مجلے کی ادارت کو سب سے زیادہ وقت دیا۔ راقم کو سن ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۵ء تک ان کے ساتھ بلا واسطہ کام کرنے کا موقع ملا جس دوران میں نے یہ مشاہدہ کیا کہ ڈاکٹر انصاری ہر اس مقالے کو جس کے بارے میں مثبت آرا آئی ہوں، بعض اوقات تو دس سے بارہ مرتبہ پڑھتے اور ہر مرتبہ اس میں مزید بہتری پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ اس طرح کی محنت اور مشقت نے*Islamic Studies* کا پوری دنیا میں لوہا منوایا اور اسے پاکستان سے شائع ہونے والے چند ایک اعلیٰ معیار کے مجلات میں شمار کیا جانے لگا۔ اوپر بیان کردہ معیارات میں سے کسی معیار پر سمجھوتہ نہیں کیا جاتا، بلکہ ان پر سختی سے عمل پیرا ہو کر اس مجلے کے معیار کو پہلے درجے میں پہنچانے میں اس کے مدیران کے کردار کو نہ سراہنا ناانصافی کے زمرے میں آئے گا۔ پاکستان کی سطح پر اسلامی علوم میں انگریزی زبان میں صرف یہی ایک مجلہ تھا جو کئی سال تک اکیلا ہی ہائر ایجوکیشن کمیشن کے مقرر کردہ معیار کے مطابق سب سے اعلیٰ معیار یعنی X Category میں شامل رہا۔ راقم کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس وقت وہ اس اعلیٰ معیار کے مجلے کے نائب مدیر کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہاہے۔

فکر و نظر کے مدیران والے حصے پر نظر ڈالنے سے پتا چلتا ہے کہ اس مجلے کے مدیران بھی ہمیشہ سے ہی اپنے وقت کے معروف اہل قلم لوگ رہے ہیں۔ انھوں نے کسی حال میں بھی **فکر و نظر** کے معیار کو کم نہیں ہونے دیا۔ جس معیار کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اس کے مطابق **فکر و نظر** کبھی پیچھے نہیں رہا اور ہر زمانے میں اپنے دور کے معروف تحقیقی اصولوں کے مطابق اس کے مقالات شائع کیے جاتے رہے ہیں۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں ترقی کے معیارات اور قواعد وضوابط بہت تیزی سے تبدیل ہوئے ہیں۔ اس اعتبار سے فکر و نظر میں بہتری کی گنجائش موجود تھی۔

ادارہ تحقیقات اسلامی کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر محمد ضیاء الحق نے جب اس مجلے کی ادارت کا منصب سنبھالا تو دوسرے کاموں کے علاوہ مجلے کے معیار کو بہتر بنانے کی طرف خاص توجہ دی۔ انھوں نے ایک اہم کام یہ کیا کہ

فکر و نظر کی مجلس ادارت کے ذریعے اس مجلے کے اصول تحقیق کو بین الاقوامی طور پر معروف The Chicago Manual of Style کے مطابق ترتیب دیا۔ مقالہ نگاران کے لیے لازم قرار دیا گیا کہ وہ حواشی اور حوالوں کا وہی طریقہ استعمال کریں جو The Chicago Manual of Style میں کسی بھی تحقیقی مقالے کے اشاعت کے لیے ضروری ہے۔ Double Blind Peer Review کے حوالے سے بھی **فکر و نظر** نے ان تھک محنت کر کے بین الاقوامی شہرت یافتہ اہل علم جو اردو زبان میں مہارت رکھتے ہیں کی ایک فہرست تیار کی ہے۔ ہر مقالے کو اس کے مصنف کا نام پتا ہٹا کر دو افراد کو ان کی ماہرانہ رائے حاصل کرنے کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔ جب تک دو ماہرین فن اس مقالے کی اشاعت کے لیے علاحدہ علاحدہ مثبت رائے نہ دے دیں، اس مقالے کو فکر و نظر میں شائع نہیں کیا جاتا۔ اس معیار پر سختی سے کاربند رہنے سے فکر و نظر میں شائع ہونے والے مقالات کا معیار بھی بلند ہو گیا ہے۔

اشاریہ سازی کا معیار جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اس حوالے سے **فکر و نظر** کی مجلس ادارت کی کاوشوں کے نتیجے میں فکر و نظر Ulrich International Periodicals Directory میں ID:76004 کے تحت رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ اسی طرح دبئ میں قائم Database المنھل میں فکر و نظر کی اشاریہ سازی کی جاتی ہے۔ اسی Database کی وساطت سے یہ مجلہ EBSCO Discovery Service (EDS) اور SUMMONTM (Web Discovery Services) میں بھی شامل ہے جس کی بنیاد پر اس کے مقالات کو انٹرنیٹ پر عالمی کتب خانوں کی فہرستوں (World Catalogue) میں تلاش کرنا ممکن ہو گیا ہے۔ مزید یہ کہ **فکر و نظر** کے خلاصہ جات، جو انگریزی زبان میں ہر شمارے کے آخر میں شائع کیے جاتے ہیں، Religious and Theological Abstract Inc. USA میں اشاعت کے لئے زیر غور ہیں۔ مقامی سطح پر فکر و نظر Islamic Research Index (IRI), AIOU اور "علم و فن" ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد کی اشاریہ سازی میں شامل ہے۔

مجلے کو اس معیار پر لانے کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن نے اس مجلے کو درجہ Z سے بڑھا کر Y کا درجہ دے دیا۔ تحقیقی اصولوں پر سختی سے عمل کرنے کے ساتھ ساتھ فکر و نظر کے لیے اردو املا کے اصول بھی دوبارہ وضع کیے گئے اور انھیں ہر شمارے کا حصہ بنا دیا گیا تاکہ قارئین اور مصنّفین املا کے ان اصولوں سے اچھی طرح واقفیت حاصل کر لیں اور مستقبل میں انھیں اپنے مقالات املا اور تحقیق کے جدید اصولوں کی بنیاد پر تحریر کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

عربی مجلہ **الدراسات الإسلامية** بھی معیار کی دوڑ میں دوسرے مجلات سے کبھی پیچھے نہیں رہا۔ اس میں بھی بنیادی عنصر اس کے مدیران کا علمی مقام اور ان کی علمی مہارت ہے۔ غضنفر حسین بخاری، عطا حسین، صغیر حسن معصومی، عبدالرحمن طاہر السورتی، محمود احمد غازی اور محمد الغزالی جیسے معروف اہل علم و قلم اس کی ادارت کی ذمے داریاں نبھاتے رہے ہیں۔ ان حضرات کے ذاتی تعلقات اور عرب دنیا سے مراسم کے پیش نظر غیر ملکی اہل دانش **الدراسات الإسلامية** میں اپنے مقالات چھاپنے کے لیے بھیجتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے قارئین کی دل چسپی برقرار رہتی ہے۔ آج کل جامعات کے اساتذہ کی ترقی کے لیے یہ بات لازمی ہے کہ وہ اپنی تحقیقات کو عالمی معیار کے مجلات میں طبع کروائیں۔ **الدراسات الإسلامية** کے لیے یہ اعزاز کی بات ہے کہ عرب اور دوسری دنیا کے اساتذہ کی ترقی کے لیے اس مجلے میں شائع ہونے والے مقالات کو قبول کیا جاتا ہے اور اس بنا پر انھیں اگلے عملی مرحلوں میں ترقی بھی دی جاتی ہے۔ اسی طرح پاکستان میں بھی **الدراسات الإسلامية** ہائر ایجوکیشن کمیشن کے مقرر کردہ معیار کے مطابق Y میں شمار کیا جاتا ہے۔ **الدراسات الإسلامية** بھی Ulrich International Periodicals Directory میں ID:32489 کے تحت رجسٹرڈ ہے اور Database المنهل میں اس کی اشاریہ سازی کی جاتی ہے۔ اسی Database کی وساطت سے یہ مجلہ EBSCO Discovery Service (EDS) اور SUMMONTM (Web Discovery Services) میں بھی شامل ہے۔ یہ بات قابل افسوس ہے کہ عرب اور اسلامی دنیا میں عربی زبان میں مجلات کی اشاریہ سازی کے اس معیار کے ادارے وجود میں نہیں آسکے جس معیار کے انگریزی ادارے ہیں جو ساری دنیا کے اعلی معیار کے مجلات کو Index کرتے ہیں۔ اس کمی کی وجہ سے یہ امر ناگزیر تھا کہ عربی مقالات کے انگریزی ہی میں خلاصے شائع کیے جائیں تاکہ عربی مجلات کو حتی الوسع پوری دنیا کے اہل علم تک پہنچایا جاسکے، اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے **الدراسات الإسلامية** نے ۲۰۱۱ء سے مقالات کے انگریزی میں خلاصے شائع کرنے شروع کر دیے ہیں۔[۱۳۰] ابتداء میں یہ انگریزی خلاصے ہر مقالے کے آخر میں شائع کیے جاتے تھے، البتہ حال ہی میں ان خلاصوں کو یکجا کر کے مجلے کے آخر میں ایک ہی جگہ پر شائع کیا جانے لگا ہے تاکہ قارئین کے لیے سہولت رہے۔[۱۳۱] ان خلاصوں

---

۱۳۰ – **الدراسات الاسلامیہ**، اسلام آباد، ۴۶: ۳ (جولائی تا ستمبر ۲۰۱۱ء)۔

۱۳۱ – **الدراسات الاسلامیہ**، اسلام آباد، ۵۲: ۲ (اپریل تا جون ۲۰۱۷ء)

کی وجہ سے مزید Databases میں اس کی اشاریہ سازی ممکن ہو رہی ہے اور اس سے استفادے کا دائرہ کار بڑھ رہا ہے۔

امید ہے ادارہ تحقیقات اسلامی سے شائع ہونے والے یہ تینوں مجلات اپنے معیار کو برقرار رکھیں گے اور اس میں قارئین کی دل چسپی بھی اسی طرح قائم رہے گی جو ان مجلات کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ شائقین علم اور اہل قلم ان مجلات سے اپنا تعاون جاری رکھیں گے اور اپنے قیمتی مقالات ان موقر جریدوں میں چھپنے کے لیے بھیجتے رہیں گے۔

❁❁❁❁❁